

پیشوا احمد رضا خان صاحب
تصوف پر نایاب کتاب

مستقیم صراطِ مستقیم

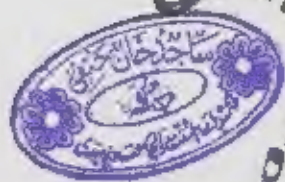
پیر اعتراف کا بیان

مؤلف: مفتی محمد امجد علی

سنی اکیڈمی پاکستان

سید احمد شہیدؒ کی تصوف پر نایب ناز کتاب

صراطِ مستقیم



پیرا اعتراض کا جائزہ

سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے حوالے سے لگائے جانے والے ایک اہم الزام کہ نماز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال گدھے کے خیال سے برا ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ مدللانہ جوابات احادیث اور فریق مخالف کی روشنی میں، جس میں اس الزام کے حوالے سے اعتراض کیے جانے والی عبارات پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اہل بدعت کے الزامات محض جھوٹ اور بہتان پر مشتمل ہیں۔

مؤلف

فیضی محمد الیاس

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: صراطِ مستقیم پر اعتراضات کا جائزہ

مؤلف: مفتی حماد احمد

ناشر: انسٹی اکیڈمی پاکستان

تعداد: ۱۱۰۰

قیمت: /

ملنے کے پتے:

ذوالکتاب، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0300-8099774

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور مکتبہ سلطان عالمگیر، اردو بازار لاہور

مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار لاہور ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

مکتبہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ رشیدیہ سہیلوال مکتبہ رشیدیہ مقدس مسجد اردو بازار کراچی

ادارۃ الانور بنوری ناؤن کراچی مدنی اسلامی کتب خانہ بحیرہ آزاد کشمیر

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے

0300-6542473

0346-4095466

کتاب کی تیاری کے دوران میں کوشش کی گئی ہے کہ کتاب میں کسی قسم کی جلد بندی یا کتابت کی غلطی نہ رہے، لیکن بشری تقاضوں کے پیش نظر اگر کہیں کوئی غلطی کا امکان نظر آئے تو ازراہ کرم ادارہ کو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔

انتساب

میرے پیارے سیدی و مرشدی و مولائی و سندی
حبیب اللہ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

صفحہ	حسن ترتیب	نمبر شمار
8	نار دل	1
12	آقا زخن	2
16	پہلا باب۔ الزام و اعتراضات	3
21	دوسرا باب۔ صراط مستقیم کا پس منظر	4
23	شاہ ابوسعیدؒ کے نزدیک	5
23	بریلوی مسلک اور سید احمد شہیدؒ	6
24	مولوی عبدالسیاح رامپوری کے نزدیک	7
24	برکاتی حضرات کے نزدیک	8
25	شاہ اسماعیل شہیدؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ	9
26	صراط مستقیم کی تصنیف	10
29	عبارت معترضہ کا پس منظر	11
30	عبارت معترضہ کیا ہے؟	12
31	بریلویوں سے پہلا سوال؟	13
32	تیسرا باب۔ عبارت معترضہ کی تشریح و جوابات	14
32	تمہید	15
33	دوسری مثال	16
33	تیسری مثال	17
35	پہلا جواب	18
36	بریلویوں سے دوسرا سوال؟	19
36	”نہت“ کی دو تفریہیں اور تین جواب	20
36	قاضی محمد اعلیٰ قنالویؒ کے نزدیک	21
37	شاہ اسماعیل شہیدؒ کے نزدیک	22

صفحہ	نمبر شمار	تسین ترتیب
39	23	مفتی احمد یار عیسی کے نزدیک
40	24	صاحب زادہ عمر میر بلوی کے نزدیک
41	25	”ہمت“ شاہ غلام علی نقشبندی مجددی کے نزدیک
42	26	حضرت میاں جی شیر محمد کے نزدیک
45	27	پہلے جواب کا خلاصہ
46	28	عبارت معترضہ کا دوسرا جواب
46	29	بخاری شریف کا حوالہ
49	30	حافظ ابن رجب حنبلی کے نزدیک
52	31	حافظ حجر عسقلانی کی تشریح
53	32	علامہ بدرالدین عینی کے نزدیک
54	33	مسلم شریف کی روایت
55	34	نسائی شریف کا حوالہ
56	35	علامہ سندھی کا قول
57	36	مشکوٰۃ شریف کا حوالہ
57	37	سید شریف جرجانی کا حاشیہ
59	38	عبارات اور تقطیع
61	39	چار فیعلہ کن حوالے
61	40	علامہ توربشتی کی تشریح
64	41	دوسرا فیعلہ کن حوالہ ملا علی قاری کے قلم سے
66	42	تیسرا فیعلہ کن حوالہ
70	43	چوتھا فیعلہ کن حوالہ
72	44	بریلوی کتب کے حوالہ جات: مولوی احمد رضا خان کی فیعلہ کن عبارت

صفحہ	حسن ترتیب	نمبر شمار
74	آمد بر سر مطلب	46
75	بریلویوں سے سوال	47
75	مولانا احمد رضا خان اپنے اور بریلوی لکھنؤ کی زد میں	48
75	مولانا عمر اچھروی اور مولانا احمد رضا خان	49
76	مولانا غلام نصیر الدین اور مولانا احمد رضا خان صاحب	50
77	مولوی احمد رضا خان خورا اپنے فتوے کی زد میں	51
79	ایک دھوکہ اور اس کا جواب	52
79	حقیقت حال	53
82	بریلویوں سے چند سوالات	54
83	دوسرا حوالہ	55
83	تیسرا حوالہ	56
84	چوتھا حوالہ	57
84	پانچواں حوالہ	58
85	چھٹا حوالہ	59
85	دوسرے جواب کا خلاصہ	60
86	صراط مستقیم پر اعتراض کا تیسرا جواب	61
93	چوتھا باب۔ صراط مستقیم پر اعتراضات کے جوابات	62
104	پانچواں باب۔	63
104	شوکت سیالوی، اشرف سیالوی اور غلام نصیر الدین سیالوی کے دلائل کے جوابات	64
110	خلاصہ کتاب	65
111	خاتمہ	66

بسم الله الرحمن الرحيم

نالہ دل

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد!

تاریخ کے اوراق بھی اپنے اندر عجب عبرت کا سامان رکھتے ہیں۔ مگر کیا کہیے اس دل و نگاہ کی کم نصیبی پر جو عبرت ہی نہ حاصل کرے۔ تاریخ تو دور کی بات، حسرت و افسوس! تو ان دلوں پر ہے جو قرآن و حدیث سن کر بھی خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے۔ بیدار نہ ہونے کا کیا گلہ کیجیے! یہاں تو جو لوگ بیدار کرانے کیلئے اٹھے انہی پر نیزہ بازی ہے۔ کیا کسی قوم میں ایسے بدنصیب افراد بھی ہو سکتے ہیں جو اپنے محسنین کی قدر کرنے کی بجائے انہیں ظالموں کی صف میں شمار کریں؟ راہ حق میں گردن کٹانے والوں کو راہ حق سے غداری کرنے والوں میں شمار کریں؟ روشنی کا اجالا لانے والوں کو تاریکی پھیلانے والوں میں گردانیں؟ اہل خرد کو، جنوں اور جنوں کو خرد۔ کہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا صن کرشمہ ساز کرے

وا! غاف! کسی قوم کی اس سے بڑھ کر کیا بد قسمتی ہوگی! وہ جو دہلی سے سرفردشوں کی جماعت لے کر اللہ کے راستے میں، اللہ کے دین کی سر بلندی کو نکلے۔ وہ جو ایک سچے رب کے در سے لوگوں کو جوڑنے نکلے وہ جو پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی سنت کو زندہ کرنے نکلے۔ مؤرخ کے قلم نے جن کے امیر کو سید احمد

شہید لکھا، وہ جس کے سالار نے بہادری میں محمد بن قاسم، قتیبہ بن مسلم اور شیر میسور
 شہید ٹیپو کی یاد تازہ کی جس کو اہل زمانہ نے شاہ اسماعیل شہید کہا مورخ کی آنکھ نظارہ
 کر رہی تھی کہ ملت فروشوں کی ایک جماعت، میر صادق، میر جعفر کے نقش قدم پر چلتے
 ہوئے ان سر بکف مجاہدین کو غدار، عاشقانِ توحید و سنت کو گستاخ اور کافر کہہ رہی تھی۔
 اس قوم کی بد قسمتی قحط الرجال نہیں، غداروں کا وہ ٹولہ ہے جو جہاد کو کالعدم اور ناجائز
 کہنے کیلئے اپنے قلم کی سیاہی کو بدنام کرتا ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں یہ ٹولہ نظر آتا
 ہے۔ اندلس کی تاریخ پڑھتے ہوئے غرناطہ میں ابو عبد اللہ کے سامنے موسیٰ بن غسان
 جیسا مجاہد شیر کی طرح دھاڑتا نظر آتا ہے جو اپنا پورا زور بیان اس قوم کو جھنجھوڑنے میں
 لگا رہا تھا۔ جن کی غیور عورتوں کے آنسو، اپنی قوم کی بد قسمتی کا آخری نوحہ پڑھ رہے
 تھے، مگر اس وقت بھی جب کہ فرڈینینڈ کا عیسائی لشکر شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، نام نہاد
 علماء کا غدار ٹولہ جہاد کی عدم فرضیت پر وہی دلائل دے رہا تھا۔ جو بریلی کے مولانا احمد
 رضا خان اور مولوی مصطفیٰ خان نے دیے تھے جن کے دلائل کا دوسرا روپ قادیان کے
 جھوٹے نبی کی زبان سے نکلا۔ میر جعفر کی ملت فروشی کی داستان پڑھتے ہوئے تعجب
 اس کو ہو جس نے اس دور میں بریلی کے قلم کی سیاہی سے نکلنے والی دوام العیش اور
 الحجۃ المومنینہ نہ پڑھی ہو۔

سلطان ٹیپو کے لشکر میں خداری پر آمادہ کرنے والے میر صادق
 اور پورنیا کے نئے نہ تھے۔ یہ وہی تسلسل تھا جو اندلس میں مختلف شکلوں اور ناموں
 سے ظاہر ہوتا رہا۔ جہاد کیلئے یوسف بن تاشفین کا عزم اور دعوت وہی تھی جو اہل
 زمانہ سلطان فتح علی ٹیپو سے سن رہے تھے۔ سقوط غرناطہ سے قبل اور بعد مٹھی بھر
 مجاہدین نے اپنے لبو سے جو داستان جرأت و غیرت رقم کی تھی، چشم فلک وہی نظارہ

ہندوستان میں شیر مسور کی غیرت بھری المناک شہادت کے بعد، شاہ اسماعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ کے لشکر کی قربانیوں میں کر رہی تھی مگر ابن الوقتوں کا ٹولہ وہاں بھی تھا جو جہاد کو مسلمانوں کی خودکشی کہتا تھا اور ابن الوقتوں کا ٹولہ یہاں بھی تھا۔ جو جہاد کو ناجائز کہنے پر تلا ہوا تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ وہ غرناطہ تھا اور یہاں ہندوستان۔ وہاں شہید ہونے والا موسیٰ بن ابی خسان تھا یہاں شاہ اسماعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ۔ وہ غدار وہاں بھی تھے غدار یہاں بھی تھے۔ وہاں بھی غداروں کو انگریز نے کھڑا کیا تھا، یہاں بھی غداروں کو انگریز نے کھڑا کیا۔ وہاں غدار قسطلہ سے آئے تھے یہاں ابن الوقت بریلی اور قادیان سے اٹھے۔ گردن راہ حق میں کٹانے والا جہاں سلطان ٹیپو تھا، وہاں شاہ اسماعیلؒ اور سید احمدؒ بھی تھے۔ عزت کی موت اس کا بھی نصیب تھا، ان کا بھی نصیب تھا۔ مگر افسوس ان ملت فروشوں کے گروہ پر جو ان عاشقان پاک طہیت کو گستاخ، اور غدار کہہ کر اب بھی انگریز کے عزائم کی تکمیل کر رہے ہیں۔

شاہ اسماعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ کا دفاع ایک فرد کا دفاع نہیں یہ اللہ کی دعوت توحید اور پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت سنت کا دفاع ہے، یہ اسلام کی تعلیمات کا دفاع ہے جس کی دعوت لے کر یہ نیک ہستیاں اٹھی تھیں، اسی جذبے کے تحت یہ سطور لکھی جا رہی ہیں کہ اُن نادانوں کو اللہ تعالیٰ دین حق کی سمجھ عطا کر دے جو اللہ کے دین کے سپاہیوں پر اتھائے میں، سب و شتم، کر کے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول کرے۔ یہ ایک فرد کی عبارت کا دفاع نہیں، اس دعوت کا دفاع ہے جو توحید و سنت کی دعوت ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اس

تحریر کو بھی اس نیت سے پڑھیں۔ اللہ ہم سب کو اخلاص نصیب کرے۔ بندہ کی شاہ
 اسہ عیٰل اور سید محمد شہید سے کوئی نسبی رشتہ داری نہیں مگر اللہ کی قسم اگر توحید و سنت کی
 یہ دعوت بریلی کے احمد رضا خان لے کر ٹھٹھے ورتقویۃ لایماں ورمصرہ مستقیم محمد رضا
 خان کی تصنیف ہوتی تو بندہ کا قلم تب بھی اسی طرح ان عبارات کا دفاع کرتا کہ اس
 دفاع کا مقصد اس عقیدے اور دعوت کا دفاع ہے جو ان کا داعی لے کر ٹھٹھا۔ بندہ
 تعدلی کروڑوں رحمتیں شاہ اسہ عیٰل اور سید محمد شہید پر نازل کرے جسہوں نے اسلام کی
 خاطر اپنی گردنیں کٹا دیں۔ اللہ مجھے بھی ان کے صدقے شہادت نصیب کرے۔
 آمین!

از

محمد حمزہ نقشبندی

پرل 2009

امیر انجمن اہل السنۃ والجماعت

مدیر ”راہِ سنت“

muft hammad@gmail.com

0321-4184848

آغاز سخن

تاریخ انسانی شاہد ہے کہ جس کسی نے توحید و سنت اور رد شرک و بدعت کا بیڑا اٹھایا۔ شیطان قوتوں نے بھی شرک و بدعت کے محدث کو پچھنے کیلئے ان حامیانِ توحید و سنت کو شرک و بدعت کے پیروکاروں سے ملعون و تشنیع کا نشانہ بنوایا۔ یہی حال غیر منقسم ہندوستان کی اس تحریک جب دو تحریک توحید و سنت کے روح رواں حضرات کے خلاف نظر آیا۔ اس پروپیگنڈے کی زد میں وہ لوگ بھی بدقسمتی سے آئے جو ان حضرات کے خلاف بوسے وے نام نہاد واعظین کے دستِ زعمہ سے متاثر ہو کر انہیں دریاں نبوت سمجھ بیٹھے۔ نہ کہنے والے نے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کی ورنہ سننے والوں نے۔

اس جھوٹے پروپیگنڈے کا سب سے زیادہ نشانہ وہ شخصیت بنی جسے اہلِ زمانہ شاہ اسماعیل شہید کے نام سے جانتے ہیں۔ بد مہذہ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ اہل بدعت کی طرف سے سب سے زیادہ سب دشمن کے تیر اس مظلوم ہی بد پر برسائے گئے جو سکھوں سے لڑتا ہوا شہادت کی صورت میں کامیاب ہو گیا۔ ایک ہی جھوٹ کی رٹ، جی دیوندیوں (سینوں) کے نزدیک نبیِ مہیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آنے سے نہ ٹوٹ جاتی ہے (نعوذ باللہ)۔

جی، ان کے نزدیک نبیِ مہیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آنا گدھے سے برا ہے (نعوذ باللہ)۔

ایک ہی رگڑی سے حس کے گانے والوں نے شہید ایک دفعہ بھی فوری کی نہ ط
سنتیم کھڑے نہ رحمت گوارا نہیں کی۔ اس پروپیگنڈے کے جھوٹے علم کی سب

سے بڑی شہادت ہی یہ ہے کہ جس شخصیت کو اس عبارت کے حوالے سے بدنام کیا جاتا رہا۔ یعنی (شاہ اسماعیل شہید) ن کا تو اس عبارت سے تعلق نہیں مگر بریلویوں کا سرا زور شاہ شہید شہید پر لگے گا۔ حیف صد حیف! روز قیامت اللہ کے ہاں جب ثابت کرنا پڑے گا تو یہ لوگ کیا جواب دیں گے؟ کیا انہوں نے صراط مستقیم کے آغاز میں یہ نہیں پڑھا کہ جس باب کی عبارت پر اعتراض کیا جا رہا ہے وہ شاہ اسماعیلؒ نے نہیں لکھا بلکہ لکھنے والے سید احمد شہیدؒ ورجع کرے وائے مولانا عبدالحی بڑھانوی ہیں؟ مگر مولوی احمد رضا خان سے لے کر دور حاضر کے بریلوی علماء تک سب ایک ہی جھوٹ کو دیدہ ویری سے دہراتے چپے جا رہے ہیں۔ فالسی السہ اشتکی (اس کی وضاحت آگے آرہی ہے)۔

چونکہ یہ وہ جھوٹا الزام ہے جو ہر بریلوی عالم لگانا اپنا فرض سمجھتا ہے، اس لیے بندہ نے ضروری سمجھ کہ تنہائی وضاحت سے اس الزام کا جو ب تحریر کر دیا جائے۔ بندہ اس جھوٹے الزام کے ۳ جوابات تحریر کرے گا جس میں سے دو بندہ کے ہیں اور ایک مولانا منظور نعمانی کا۔

حق ادا مکان کوشش کی ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت پر اہل بدعت کی طرف سے جو الزامات و اعتراضات کیے گئے ہیں، ان سب کا جواب آجائے۔ اعتراضات اور الزامات کے جواب میں پیش نظر بنیادی طور پر مولوی غلام نصیر، مدین سیاحی اور ان کے والد علامہ اشرف سیاحی رہے۔ نیز مفتی شوکت سیاحی کا رسالہ نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ مد نظر رہا۔ اصل میں بندہ کی یہ تحریر کوئی لگ سے کتبچہ نہ تھا بلکہ جب مولوی غلام نصیر، مدین سیاحی کی سبب "عبارات اکابر کا تحقیق و تنقید جائزہ" کا جواب

نکھ رہا تھا تو اسی وقت یہ بات در میں آئی کہ مضمون کی ہمت کے باعث، اس کو الگ چھوڑنا عوم کیلئے زحمت منید ہوگا۔ چنانچہ چند ابواب کے اضافہ جات کے ساتھ اسے الگ شائع کیا جا رہا ہے۔

بندہ باقی تمام بریوی علماء اور عوام سے درخواست کرتا ہے کہ اللہ کیلئے عصب اور ضد کو چھوڑ کر بندہ کی اس تحریر کو پڑھیں در پڑھنے کے بعد صرف یہ جواب دیں کہ کیا وہ قسم کھا سکتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں وہ اس عبارت کی بنا پر شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ کو مجرم ثابت کر سکیں گے؟ یہی وجہ تھی کہ مولوی محمد رضا صاحب الزمات کی بھرمار کے باوجود شاہ اسماعیل شہیدؒ کو کافر نہ کہہ سکے (دیکھیے تہذیب بیان)۔

اللہم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

پہلا باب

الزام و اعتراضات

محترم قارئین! سب سے پہلے اعتراضات کو اجماعی طور پر نقل کیا جاتا ہے اور اسطرح مستقیم کی مہارت کے ضمن میں کیے جا چکے ہیں۔ قارئین پڑھ سکتے ہیں کہ کس طرح دیدہ ویری کے ساتھ شاہ اسماعیل شہیدؒ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔ ان بات اور اعتراضات کو نقل کرنے کے بعد جوابات کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ پر جھوٹے کفریات منسوب کرتے ہوئے مولوی احمد رضا خان صاحب اپنی کتاب کو کتبۃ الشہادۃ میں رقم طراز ہیں۔

”مسند نوافل میں ناپاک ملعون شیخ فی کلہوں پر غور کرو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف مرز میں خیاں لے جانا ظلمت بالائے ظلمت ہے کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا خیاں کرنے سے بھی برا ہے اپنے میل یا گدھے کے تصور میں ہمد تن اب جانے سے مدد جہاں مدد ہے۔ ص ۲۹ الکوکبہ، دشاہیہ

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”مسند نوافل میں فقط الحمد کو کہتے ہوں نہیں شاید دو ایک کے سوا قرآن عظیم کی کسی ورت کا نماز میں تلاوت کرنا اس دہائی شرک سے نہ بچے گا جن سورتوں میں حضور پر نور ﷺ یا دیگر انبیاءؑ کو صریحاً مذکور عظام یا صریحاً بہ کبار یا مہاجرین و انصار یا متقیین محسین و عوام اللہ تعالیٰ کی صریح تعریفیں ہیں اس کا کہنا ہی کیا ہے جو بھی وہ بھی جن میں

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قصص مذکور ہیں کہ ان کا تصور جب آئے گا عظمت
ابھی سے آئے گا۔ عظمت کے ساتھ نہ سکر خیال انبیاء و اولیاء کے
شرک میں نہ ملے تو خیال کا آخر کی قوت میں تو شریک ہوتا تھا ہزار تہا ایسے ناپاک
اختراع پر (ص ۳۶، ۳۷ کو کہہ انشائیہ)۔

علامہ اشرف سیالوی کہتے ہیں:

”یہ عبارت سورہ اسماعیل دہوی یا سید حمد بریلوی یا مودنا عید کی کسی کی بھی
ہو میں اس کی تہمین سے غرض میں ہے۔ ہمیں صرف اس سے غرض ہے کہ علامہ
دیوبند کی ایک مسئلہ کتاب کے اندر ایک طرف سرکار کے خیال اور تصور کو رکھ کر دوسری
طرف اس کے مقابل گدھے اور بیل کے تصور اور خیال کو ذکر کیا گیا ہے اور ان کے
درمیان موازنہ کیا گیا ہے تو کیا اس توازن کے اندر اس موازنہ اور مقابلہ کے اندر سرکار
دو جہاں کی ہے دہلی ہوئی یا نہیں؟“ (منظرہ جھنگ ص ۸۵، ۸۶)۔

”دوسری بات جو میرے نزدیک قابل گرفت ہے وہ یہ ہے کہ مقدم ہو سرکار
کے تصور کا اور اسی کے مقابل گدھے اور بیل کے خیال کو ذکر کیا جائے تو کیا اس موازنہ
اور مقابلہ کے اندر کوئی سقم ہے یا نہیں؟“ (ص ۸۵ منظرہ جھنگ)۔

مولوی حنیف قریشی صاحب شاہ اسماعیل شہید کے خلاف کہتے ہیں

”شاہ اسماعیل دہوی نے ماز میں آنے والے دوسروں کے بارے میں بحث
کی ہے اور وہ لکھتے ہیں زنا کے دوسرے سے چنی بیوی کی بچہ مت کا خیال بہتر ہے اور شاہ
پہلے لکھ کر دیں کہ حمد رضا خاں نے جنموٹ جو، اور شاہ اسماعیل کی طرف اس
عبارت کی غلط نسبت کی۔ محمد حماد

ن جیسے دربرگوں کی طرف خواہ وہ نبی پاک (علیہ السلام) ہی کیوں نہ ہوں اپنے خیاں کو
کا دیتا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں ڈوب جانے سے برا ہے (استغفر
اس عبارت میں کئی طرح کی سے دہلی و گستاخی ہے میں آپ کے

ماننے یہ بخاری شریف پیش کرنے لگا ہوں بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۷۳ باب استقبال
الرجل صاحبہ ہو یحییٰ طبع قدیمی کتب خانہ اربعینی شریف باب الدلیل علی ان
الخوف المراءا پر ہے کہ۔۔۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے صحابہ کرام
(رضی اللہ عنہم) سے سوال ہو کہ نماز کو کیا چیز توڑ دیتی ہے تو صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ نمازی
کے لئے ”حے“ ”کر“ ”گدھا“ اور عورت ٹر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ
عنہا کو یہ بات بری لگی کیونکہ سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) عورت ہیں اور عورتوں کا ذکر کئے اور
گدھے کے ساتھ اکٹھے کیا گیا تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا تم نے ہمیں کتا بنا دیا
در ایک اور روایت مسند امام اعظم ۵۰ پر ہے کہ آپ نے فرمایا قرئتموہم

اب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کوئی پوچھے کہ اے ام المومنین
(رضی اللہ عنہا) نبیوں نے تو آپ کو کتا یا گدھا کہا ہی نہیں۔ پھر آپ (رضی اللہ عنہا)
کو یہ برا کیوں لگا اور غصہ کیوں آیا تو وجہ یہ ہے کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عورت کتے
اور گدھے کا کٹھ ذکر کیا ہے لہذا گدھے اور کتے کے ساتھ ذکر کرتے کو سیدہ رضی اللہ
عنہا نے اپنی توہین سمجھ تو سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا اس کے قوب پر اعتراض ٹھٹھا
اور غصہ میں آتا اس بات کی دلیل ہے کہ جانوروں کے ساتھ کسی جنس کا ذکر کیا جانے تو
اس جنس کی توہین ہے تو یہ دیکھیں کہ کتاب صراط مستقیم میں نماز میں مصطفیٰ کریم ﷺ
کے حیاں کو گدھے اور بیل کے ساتھ کٹھ ذکر ہی نہیں کیا گیا بلکہ گدھے اور نبی
پاک ﷺ کے خیاں کا قتل کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ نماز کے اندر ہی پاک ﷺ کا

خیال گدھے کے خیال سے زیادہ برا ہے (استغفر اللہ) اس سے بڑی اور کیا گستاخی ہوگی۔ شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت میں واضح گستاخی ہے۔ اگر کوئی نمازی نماز پڑھے تو وہ نماز پڑھتے ہوئے کبھی تصور مصطفیٰ ﷺ کے بغیر نماز پڑھ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ جب وہ نماز پڑھے گا تو رفع یدین کرے گا تکبیر تحریمہ کے وقت اب پوچھا جائے کہ ہاتھ کیوں اٹھاتے ہو وہ کہے گا رسول اللہ ﷺ نے اٹھائے ہیں۔ رکوع، قعود، جود جو بھی عمل نماز میں کرے گا نبی ﷺ کا تصور ضرور آئے گا ورنہ تشریف میں جب ہی پاک ﷺ پر درود بھیجے گا تو زنی ن کا خیال آئے گا ہذا حقیقت تو یہ ہے کہ تصور مصطفیٰ ﷺ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں ہے!

نوٹ جہاں جہاں تعطیسی نکتہ حیف قریشی صاحب نے نہیں لکھے تھے مثلاً رضی اللہ عباد وہاں وہاں بریکٹ میں لکھ دیئے ہیں۔

مفتی شوکت سیالوی صاحب لکھتے ہیں

معلوم ہوا کہ صراط مستقیم (مترجم) صفحہ 169 کی مذکورہ عبارت شاہ اسماعیل دہلوی کی بدعت سیئہ ہے کہ کتاب و سنت کے واضح حکام و طریق صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے واضح نکراری ہے۔

دوسری جگہ بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ

یعنی جب نبی علیہ السلام نماز کیلئے تشریف لائے تو حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ)

۱۔ گستاخ کون، ص 53، 54، 55۔ حیف قریشی۔

۲۔ نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ ص ۳۴۔ ۳۔ نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ ص ۲۸۔

اہمیت کروا رہے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز شروع تھی اور دوران نماز نبی علیہ السلام پہلی رکعت میں تشریف لائے اب دوران نماز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی تعظیم کی خاطر جو پیچھے ہٹے لگے تھے تو ہٹا دیئے یہ تعظیم نبی علیہ السلام ان کو شرک کی طرف کھینچ کر لے گئی اور کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسی ہستی کو نماز کی اہمیت یا بارگاہ خدوئندی کے آداب کا پتہ نہیں تھا کہ وہ دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ بھی کر رہے ہیں اور تعظیم بھی بجا لا رہے ہیں۔ مفتی شوکت سیالوی کے دلائل کا رد کتاب کے آخر میں ہے۔

مندرجہ بالا حوالوں سے درج ذیل اعتراضات اور لزومات سامنے آئے ہیں۔

- (۱) صراط مستقیم شاہ اسماعیل شہید کی تصنیف ہے۔
- (۲) اس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال آنے کو گدھے کے خیال سے مدتر کہا گیا ہے۔
- (۳) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کے ساتھ گدھے کا لفظ لکھ کر توہین کی گئی اور غلط تقابیل کیا گیا۔
- (۴) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف حالت نماز میں توجہ کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ثابت ہے مگر شاہ اسماعیل کے نزدیک شرک۔
- (۵) حالت نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ شاہ اسماعیل کے نزدیک شرک کی طرف لے جانے والی ہے حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین حالت نماز میں نبی اکرم ﷺ کی طرف متوجہ بھی ہوتے تھے اور تعظیم بھی کرتے تھے۔
- (۶) صراط مستقیم کی عبارت کفریہ اور کھلی گستاخی ہے۔
- (۷) نمازی کو درود شریف اور تہنیت کرتے ہوئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال

آئے گا اور تعظیم بھی۔ اس لیے یہ عبارت قرآن و حدیث کی تعلیمات سے
 ٹکرا رہی ہے۔

بعض بریلوی خطباء اس پر مزید لب کشائی و رخصت بولتے ہوئے کہہ دیتے
 ہیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آنے سے نماز ٹوٹ جاتی
 ہے اور گدھے کے خیال سے نہیں۔

اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ

گدھے کے عدوہ کوئی اور مثال نہ ملی تھی۔ گدھے کا تذکرہ ہی کیوں کیا گیا؟
 غرض یہ اس اعتراضات کا خلاصہ ہے جو صراحت مستقیم کی عبارت پر کیے جاتے ہیں۔
 ان تمام اعتراضات کا جواب بعون اللہ، یہ بندہ دے گا۔ ان شاء اللہ۔

ترتیب یوں ہے کہ پہلے تمہید کے طور پر ۳ جوابات عرض خدمت ہیں۔ اس
 کے بعد مرحلہ وار ان تمام اعتراضات کا عنوان باندھ کر اس کے تحت جواب ہیں اور آخر
 میں مفتی شوکت سیالوی اور مولوی غلام نصیر الدین سیالوی کے دلائل کا جواب ہے۔

بندہ یک بار پھر واضح کر دینا چاہتا ہے کہ کسی فرد کے دفاع کے تحت یہ تحریر
 نہیں لکھی جا رہی بلکہ مقصد صرف توحید و سنت کی تعلیمات کا دفاع ہے۔ حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کو کوئی غم و محبت میں اندھنوں کا بیٹا کہے تو یہ اس سے محبت نہیں ان سے محبت یہ
 ہے کہ ان کے صحیح مقام کو وضع کیا جائے کہ وہ اللہ کے رسول علیہ السلام ہیں، اللہ کے
 پیارے نہیں۔ ان کو بیٹا کہنا گستاخی ہے، محبت نہیں۔ اسی مثال پر بریلوی حضرات کو تیاں
 کر لیا جائے۔

دوسرا باب

صراطِ مستقیم کا پس منظر

قارئین کرام! سب سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ”صراطِ مستقیم“ کس کی لکھی ہوئی ہے؟ اس کا موضوع کیا ہے؟ مصنف کون ہے؟ مرتب کون ہے؟ اور عبارتِ مقررہ کیا ہے؟

پس منظر

۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد وہ قوم جس کی تیسری محمد بن قاسم، محمود غزنوی اور غوری نے کی تھی، حسرت بھری نگاہوں سے اپنے حکمرانوں کا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ جن کے آباء ے اندس کی طوائفِ امسوک دیکھی تھی۔ وہ اکبر کی صورت میں اپنے گم ہوں کو مشکل دیکھ رہے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم اس قوم پر ہوئی۔ مجددِ لائف ثانی اس قوم سے اٹھے اور ہندوستان کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک شمعِ توحید و سنت روشن کر گئے۔ حضرت مجددِ اعلیٰ ثانی کے مکاتیب پڑھنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں شرکیہ اعمال اور بدعات نفوذ کر چکے تھے۔ حضرت مجددؑ کے بعد کچھ عرصہ تو ان کی دعوتِ توحید و سنت کے اثرات رہے مگر سارس کے عرصے میں یہ قوم پھر انہی اندھیروں کے مسافر بن چکی تھی۔ اور رنگِ زیبِ عالمگیر کی شکل میں ایک اور چراغِ نمودار ہو۔ مگر اس چراغ کے بجھنے ہی انگریزوں کی ”اندھی“ اپنے مہیب سایوں کے ساتھ اس قوم کی طرف بڑھ رہی تھی۔ سلطانِ پُپڑ اس قسمتِ قوم کے لیے

آخری حصار تھے۔

اسی دور میں جب کہ حیدر علی زندہ تھے۔ مسم زوال کے کھنڈرات میں وہ عظیم شخصیت بھری جس نے قوم کی نبض پر ہاتھ رکھا اور اپنی پوری توانائیوں اس قوم کو جھنجھوڑنے میں لگا دیں جو بتماگی طور پر بے حسی اور غفلت، شرک اور بدعت کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ مورخ کے قلم نے اس شخصیت کو شاہ ولی اللہؒ لکھا۔ شاہ ولی اللہؒ کی جملہ تصنیف اس پر شاہد ہیں کہ اس دور میں مسلمانوں میں شرک اور بدعت بری طرح پھیل چکی تھیں۔ مثلاً حجۃ اللہ ابلاغ، فوز الکبیر، قمیسات وغیرہ۔ یہی نقشہ قاضی شام اللہ پانی پتی کی تصنیف ارشاد اہل لبین و رہا، بدمنہ میں ملتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے چار بیٹے تھے۔ شاہ عبدالعزیزؒ شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ عبدالغنیؒ شاہ عبدالغنیؒ سب سے چھوٹے تھے اور جوانی میں ہی انتقال کر گئے۔

شاہ عہد عزیزؒ شاہ ولی اللہؒ کے علمی و رسمی چانشین تھے۔ سلطان ٹیپو کی سناک شہادت کا واقعہ پیش چکا تھا اور شاہ عبدالعزیزؒ کی دور رس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ ہندوستان میں انگریز کے آگے کوئی رکاوٹ نہ رہی تھی اس لیے انہوں نے پڑتاریخی فتویٰ جاری کیا کہ ہندوستان دارمحراب ہے۔

پورے ہندوستان میں شاہ ولی اللہؒ کے خاندان کا اثر و رسوخ تھا۔ شاہ عبدالعزیزؒ کے تصوف میں چانشین و خلیفہ سید احمد شہیدؒ تھے۔ چالیس ہزار سے زائد ہندو آپ کے ہاتھ پر مسماں ہوئے۔ سید احمد شہیدؒ کتنے متبع سنت بزرگ تھے۔ درج میں واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان واقعات کا ماخذ حیات طیبہ جیسی

میر معتبر کتاب نہیں بلکہ ان کا ،خذ وقائع احمدی جیسی معتبر کتاب ہے جو مؤرخین کی اس ہمت نے لکھی تھی جو سید احمد شہید کے لشکر میں تاریخی واقعات لکھنے پر نواب دزیر خان دہلی نوٹیک کی طرف سے مقرر تھی مدحہ ہو۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہویؒ جو سید احمد شہید کے پیر اور مرشد ہیں کے حوالے سے لکھا ہے۔

حضرت پیر روشن ضمیر یہ تقریر دل پذیر سن کر جناب امیر المؤمنین امام المجاہدین کو سینہ بے کینہ سے گالیا اور ارشاد کیا کہ صد سرفریں حق بات یہی ہے جو تو سنے کہی اور بشارت دی کہ اے فرزند ارجمند تجھ کو حضرت ذوالجلاں ایزد متعال نے اپنی عنایات بے نایات سے وایت انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ عطا فرمایا (وقائع احمدی قلمی نسخہ ص ۱۳)۔

شاہ ابوسعیدؒ کے نزدیک

شاہ ابوسعیدؒ کے حوالے سے ان کا توں سید احمد شہیدؒ کے بارے میں مذکور ہے۔ شاہ ابوسعیدؒ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور شیخ مرزا مظہر علی جہاں جاناں کے خلیفہ شاہ غلام علیؒ کے خلیفہ عجاز تھے۔ ”حضرت شاہ ابوسعیدؒ صاحب نے (سید احمد شہیدؒ) سے پوچھا کہ حضرت آپ کو ان کا نیک بخت ہونا کیونکر معلوم ہوا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ابہام کیا شاہ صاحب ممدوح نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کبھی کبھی ایسی باتوں سے بے شک آگاہ کر دیتا ہے“ (وقائع احمدی قلمی نسخہ ص ۵۰)۔

بریوی مسلک اور سید احمد شہیدؒ

قارئین، سزاوت یہ بندہ کا موضوع نہیں۔ شاہ سید احمد شہیدؒ کا

مقام، معاصرین اور بریلوی ص، کی نگاہ میں، کے موضوع پر بندہ کی کتاب ”عبارات کا برہنہ پر تنقید کا جائزہ“ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ فی الوقت دو حوالے پیش کرتا ہوں۔

مولوی عبدالسمیع رامپوری کے نزدیک

مولوی عبدالسمیع رامپوری جن کی کتاب پر مولوی احمد رضا خان نے تقریظ لکھی ہے۔ وہ اپنی کتاب میں سید احمد شہید کو مرشد برحق لکھتے ہیں۔ ”بکھپے (ص ۲۴۱، انوار ساطعہ)۔“

برکاتی حضرات کے نزدیک

مولانا فضل حق خیر آبادی جو بریلوی مسک کے ہاں متفقہ طور پر معتبر شخصیت ہیں، کے شاگرد حکیم سید برکات احمد کی سوخ حیات میں ان کے پوتے جو بریلوی مسک کے مشہور عام ہیں لکھتے ہیں

”تحریک جہاد کے بانی سید حمداات و شرہ کے خاندان کے ایک حساس، پر حوش درد مند اور جسمانی طور پر قوی و توانا کس نئے تعلیم بہت معمولی تھی بعض روحانی قوتی نے ترقی کر گئے تھے اور شخصیت میں یک مقصد طبیعت اور کشش پیدا ہو گئی تھی اور بات میں اثر ان کے فکر و نظریات میں اعتبار و توجہ تھا۔ حنفی خاندان کے فاضل تھے و تحریک حقیقت پر مستقیم رہے۔“ سب سے لکھتے ہیں

”تحریک جہاد کے ناقدین (بریلوی) نے بھی شاہ صاحب (شاہ اسماعیل) کو بداف تصور کیا ہے، نہیں سب نے بخانا سے ۷۷۷ اسماف کرام (فضل حق خیر

قوی ہونا چاہیے۔ مگر اصل کتاب میں نوی لکھا ہے۔ جہاد

بادی وغیرہ) کو بھی اس سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ ان کا ادب کے ساتھ کیا
ساترہا ہے انہوں نے جو چہ دکی روح تازہ کی اور اس طرح رتے ہوئے شہادت
پائی اس کیلئے ہمارے دل میں عقیدت و احترام کی فراوانی ہے۔ (ص 280
۔ ماحکیم سید برکات احمد، سیرت اور علوم)۔

شاہ اسماعیل شہید اور شاہ عبدالعزیز

شاہ عبدالحق کے بیٹے کا نام شاہ اسماعیل تھا۔ شاہ اسماعیل کو شاہ عبدالعزیز کی
کیسی صحبت ملی تھی، اس کا اقرار فریفتہ مختص کی لکھی در کتاب "مولانا اسماعیل
اور تقویت الایمان" میں لکھے وقوعہ سے بخوبی ہوتا ہے۔

"میں نے خورداں میں کہیں نام افراد سے سنا ہے کہ شاہ عبدالعزیز مولانا
اسحاق اور مولانا اسماعیل کے سر پر ہاتھ رک کر پڑھتے تھے۔ الحمد للہ الہی وھب
لسی علی الکفر سماعیل و اسحاق شکر ہے اللہ کا جس نے بخش مجھ کو بڑی عمر میں
اسماعیل اور اسحاق (ص ۴۵ مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں

شاہ رفیع الدین کے چچا حمزہ اوسے تھے محمدؐ، علیؑ، مخصوص مد، محمد حسین،
محمد حسن و شاہ عبدالحق کا ایک صاحب رہا محمد اسماعیل۔ یہ کہ فصل سے یہ ساتوں
مہر و فصل سے محکم تھے (ص ۴۶، ج ۱)۔

سلطان شہید کی شہادت کے بعد یہ قوم تیس علوم و فنون، سکھوں اور

مرہٹوں کا سامنا کر رہی تھی۔ یہ مثنوی آپس میں حلیف تھے اور تینوں نے مل کر سلطان شہید کے خلاف مجاذہ کھولا تھا۔ ان میں بھی انگریزوں و روسکھوں کی دوستی اور تعلق کی داستان تاریخ کے اوراق پر لکھی ہوئی ہے۔

سلطان شہید کی شہادت کے چند سال بعد سید احمد شہید کی قیدت میں اس تحریک جہاد اور تحریک توحید و سنت کا آغاز ہو جس کی ہزشت کچھ سی عرصہ میں سارے ہندوستان میں گونجنے لگی۔ سردست یہ تحریک جہاد بندہ کا موضوع نہیں۔ زندگی ربی اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اس پر اس شاء اللہ قلم اٹھاؤں گا۔ فی اوقات اتنا عرض کرنا مقصود ہے کہ سید احمد شہید شاہ عبدالعزیزؒ کے ان خواہوں کی تعمیر تھے جو طریقت و جہاد کے حسین مزج سے نکھر ہو تھا۔ شاہ اسماعیل شہید اس عاشق خدا کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس قافلے کے سالاروں میں شامل ہو چکے تھے جو اپنی تلو رکی نوک سے ہندوستان کی نئی تاریخ رقم کر رہے تھے۔

صراط مستقیم کی تصنیف

صراط مستقیم سید احمد شہیدؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جو تصوف و طریقت کے موضوع پر آپ نے ارشاد فرمائے۔ ان ملفوظات کو دو ہندوں نے جمع کیا۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحی بڑھانویؒ مولانا عبدالحی، شاہ عبدعزیزؒ کے داماد تھے۔

صراط مستقیم کا موضوع تصوف اور طریقت تھا اور سید احمد شہیدؒ نے اس کتاب میں اس امور کی خاص طور پر تادیبی کی جو باطل صوفیوں میں قرآن و سنت کی تعیسات کے خلاف آچکے تھے۔ وہ یہ دعوت دے چکے تھے کہ سید احمد شہیدؒ کی ایت، دیت

دن تھی اور آپ ہر عمل قرآن و سنت پر پرکھ کرتے تھے۔ چنانچہ اپنے زمانے کے
اہل صوفیہ کی اصلاح کیلئے وہ ملتوظات جو طریقت سے متعلق تھے، اس دو حضرات نے
لکھے۔ کتاب کے چار ابواب تھے۔ پہلا باب اور چوتھا باب شاہ اسماعیلؒ نے
تکمیل دیا اور دوسرا اور تیسرا باب مولانا عبدالحی بڑھنویؒ نے۔

صراط مستقیم (مترجم) کے شروع میں ہے۔

”بندہ ضعیف محمد اسماعیل عرض کرتا ہے کہ س کم ترین پر خدا تعالیٰ کی بے شمار
”ہمتیں میں در سب سے بڑی نعمت ہادی زمانہ مرشد یگانہ حضرت سید احمد صاحب کی محفل
مدایت منزل میں حاضر ہونا ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو آپ کے دیر تک زندہ رکھنے
سے فائدہ دے اور آپ کے قوافل و افواج اور حوال کے ساتھ سب طالبان قرب الہی کو
الغیہ پہنچا دے اور چونکہ یہ عاجز اس مجلس عالی میں حاضر ہونے کے وقت کلمات ہدایت
ت کے سننے سے کامیاب ہو تو عام مسلمانوں کی نصیحت اور طالبان قرب الہی کی خیر
فروانی کا یہ تقاضا ہو کہ غائبین بھی ان فیوض الہیہ میں حاضرین کے ساتھ شریک ہوں اور
اس کا طریق بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ ان بند پرورد مضامین کو تحریر کے بشعرے میں قید
سایا جائے۔“

یہی شاہ اسماعیلؒ کہتے ہیں کہ جب میں سید احمدؒ کی مجلس میں حاضر ہوتا تو ان
کے غلط دوسروں تک پہنچانے کیلئے میں نے تحریر کرنا شروع کرایا، مزید لکھتے ہیں۔

”اس کتاب کی شائع تحریری میں چنا اور ارقی جناب

افادات مآب قدوہ فصدائے زمان زبدہ علماء دوران مولانا عبدالحی دم
 اللہ برکاتہ جو حضرت سید صاحب ہارگاد علی کے مدرسوں کے سلک
 میں منسلک ہیں، کے لکھے ہوئے ہیں۔ جن میں چند مضامین
 ہدایت آگئیں حضرت سید صاحب کی زہر سے سن کر مولانا صاحب
 نے تحریر کیے تھے، مے پس ان ورق کو حوائے بے دود اور محبت
 بے مشقت سمجھ کر اس کتاب کے دوسرے در تیسرے باب میں
 بیحد درج کر دیا ہے۔

یعنی شاہ اسماعیل کہتے ہیں کہ جب میں نے لکھا شروع کیا تو مولانا عبدالحی
 صاحب سفید احمد کے ملفوظات لکھے تھے۔ میں نے ان کے لکھے اور جمع کیے
 ہوئے ملفوظات کو اس کتاب کے دوسرے اور تیسرے باب میں درج کر دیا۔

مزید کہتے ہیں 'ایک مقدمہ اور چار باب در ایک خاتمہ پر اس کو مرتب کیا ۲
 درج بار حواہل سے درج ذیل باتیں واضح ہوئیں۔

(۱) صراط مستقیم سید احمد شہید کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔

(۲) اس کا مقدمہ پہلا باب اور چوتھا باب شاہ اسماعیل شہید نے جمع کیا اور ترتیب
 دیا۔

(۳) دوسرا باب ورتیسرا باب مولانا عبدالحی یزہانوی نے جمع کر کے لکھا۔ شاہ
 اسماعیل شہید نے اس کو بھی نقل کر دیا۔

عبارت معترضہ کا پس منظر

اب آتے ہیں اس عبارت کی طرف جس پر اعتراضات اور الزامات کا وہ طوفان
 اٹھایا گیا کہ "ہمارے وحفیظ۔" تنا جھوٹ بولا گیا کہ شیطان وحشی سے جھومتا ہوگا۔ پیچھے گزر
 چکا ہے کہ یہ کتاب مقدمہ، چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ قارئین ان چاروں
 ابواب کا موضوع پڑھ کر بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتاب میں اول سے آخر تصوف و
 طریقت کی بحث ہے مثلاً

پہلا باب طریق نبوت اور طریق ہدایت میں امتیاز کرنے کی وجوہ پر ہے۔

دوسرا باب عبادات کو صحیح طریق پر ادا کرنے کے بیان میں۔

تیسرا باب راہ و ہدایت کے سلوک کے بیان میں۔

چوتھا باب راہ نبوت کے طریق کے بیان میں

دوسرا باب ایک مقدمہ چار حصوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں طریقت کی موانع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پہلی فصل میں ان موانع میں
 سے پہلے موانع بدعات اور رسومات کا بیان ہے۔ دوسری فصل میں تہذیب اخلاق کا بیان
 ہے۔ تیسری فصل میں عبادت میں خلل و اشیاء کا بیان ہے اور اس میں دو ضمنی فصلیں بنام
 "ہدایت" کے ہیں۔ پہلی ہدایت میں خلل و اشیاء کا اجمالی بیان ہے اور دوسری ہدایت میں ان کا
 تفصیلی بیان اور علاج ہے پھر اس دوسری ہدایت کے ضمن میں سب سے پہلے بیان ہے کہ
 نفس اور شیطان کس طرح نماز میں خلل ڈالتے ہیں پھر اسی انداز کے بیان میں مختلف
 نماز کا تقابل کیا گیا ہے کہ صوفی کو کیا غلطی مل جاتی ہے نماز میں۔ اسی انداز میں وہ
 عبارت ہے جس کے غلط مفہوم کو پھیلنا بی بیوں کی زندگی کا شائد سب سے بڑا مقصد ہے۔

عبارت معترضہ کیا ہے؟

چونکہ اصل کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اس لیے بندہ فارسی کی عبارت پہے نقل کرے گا اور پھر درست ترجمہ کر کے ترتیب وار جوابات عرض کرے گا۔ بد قسمتی سے صراط مستقیم کے اکثر مترجمین نے غلط ترجمہ کیا۔

فارسی کی کتاب میں ص ۸۶ ہے۔

”از وسوسہ زنا خیال مہماعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسولے غیج و امثال آن از مطہین گو جناب رسالت مآب ﷺ باشند بھندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گناه و خسر خود است کہ خیال آن بر ما تعظیم و اجلال بسویہ ما سے دل انسان می چسبید بخلاف گناہ خسر کہ نہ آن قدر چسبیدہ مگنی می بود بلکہ مہمان و محقر می بود و این تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد بالجمہ منظور بیان تفاوت و ساوس است۔“

صراط مستقیم فارسی ص ۸۶

ترجمہ ”زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی محامعت کا خیر بہتر ہے اور شیخ اور اس کی مثل قابل تعظیم ہستیاں خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہوں کی جانب ”ہمت“ کا عمل کرنا اپنے بھل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے کیونکہ شیخ اور قابل تعظیم ہستیوں کا خیال، تعظیم اور بررگی کے ساتھ، انسان کے دل کی گہرائیوں میں جا

چپکنا ہے۔ بخلاف گائے اور گدھے کے خیر کے کہ اسے اس قدر حسد و حسد کی ہوتی ہے ورنہ تعظیم بلکہ حقیر اور کم حیثیت ہوتا ہے اور یہ تعظیم و بزرگی جو نماز میں مقصود اور ملحوظ ہوتی ہے، شرک کی طرف سے جاتی ہے۔ بالحد اس جگہ مقصود و سادس کے فرق کا بیان ہے۔

یہ عبارت جیب کہ اوپر واضح کر دیا گیا تھا کہ دوسرے باب کی سے جس کو جمع مولانا عبدالحی بڑھانوی نے جمع کیا اور رشادات سید احمد شہید کے تھے۔

بریلویوں سے پہلا سوال؟

آخر کی وجہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان سے سے کر شوکت سیادی اور حنیف قریشی تک سب اس عبارت کو شاہ اسماعیل کی طرف منسوب کرتے چلے آئے ہیں۔ ہر تمام بریلویوں سے یہ مطالبہ ہے کہ اس عبارت پر مناظرہ کرنے سے پہلے یا کلام کرنے سے پہلے اس سوال کا جواب دو ورنہ یہ لکھ کر دو کہ مولوی احمد رضا خان نے جھوٹ بولا، مفتی احمد یار نے جھوٹ بولا، کراچی کے مولوی کوکب نے جھوٹ بولا، حنیف قریشی اور شوکت سیادی نے جھوٹ بولا۔ جب تک یہ لکھ کر نہ دو گے۔ مناظرہ میں سب بات نہ ہوگی (بریلوی حضرات کی طرف سے شاہ اسماعیل کی طرف نسبت کرنے کے جو دلائل دیے جاتے ہیں ان کا جواب آگے آئے گا۔

مجھے ن اعتراضات کو دہرانے کی ضرورت نہیں جو بریلویوں کی طرف سے اس مضمون کے شروع میں بیان کئے گئے تھے۔ بلکہ اب اس عبارت کی تشریح اور جواب کی طرف آتا ہے۔ جوابات سے پہلے ایک تمہید کا کچھ ضروری ہے۔

تیسرا باب

عبارت معترضہ فی تشریح وجوہات

تمہید

محترم قارئین کسی بھی کتاب کو سمجھنے اور پڑھنے سے پہلے چند امور کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اس کتاب کے مصنف یا مؤلف کے کردار و شخصیت سے واقفیت، دوسرے نمبر پر اس کتاب کے موضوعات سے آگاہی کہ یہ کتاب کس موضوع پر لکھی گئی ہے۔ تیسرے نمبر پر اس مباحث کی گہرائی جس میں وہ کتاب لکھی گئی، چوتھے اس عدلے کی بول چال سے واقفیت، جہاں سے مصنف تعلق رکھتا ہے، پانچویں اس مصنف کی اصطلاحات سے واقفیت، چھٹے پڑھنے والے کے اندر اس کتاب کے مضامین کو سمجھنے کی صلاحیت ہونا۔

سب سے پہلے مرکب وضاحت میں صرف اتنی دلیل دیتا ہوں کہ اگر کسی کو شیخ ابن عربی کے حوالہ و شخصیت سے واقفیت نہ ہو تو ان کی کتاب سے قاری بڑی آسانی سے غمراہ ہو سکتا ہے۔ دوسرے بہت سی وضاحت میں عرض ہے کہ جب تک یہ پتہ نہ ہو کہ کتاب کا موضوع کیا ہے، اس میں استعمال ہونے والی اصطلاحات قاری نہیں سمجھ سکتا۔ مثلاً قبض کا غلط، اگر طب میں استعمال ہو تو اس کا مطلب انسان کو رفع حاجت نہ ہونا اور یہی قبض کا مطلب تصور میں استعمال ہو تو اس کا مطلب ہے کہ سالک کی کیفیت پر عارضی طور پر کسی وجہ سے پردہ آجنا اور سب ہو جانا۔ پہلے تو ذکر میں خوب دل لگ رہا تھا پھر یکایک دل بالکل اپناٹ ہو گیا۔ پہلے تو نمرز میں خوب خشوع و

منوع تھا پھر یک دم دس لک ہی نہیں رہا۔ اب کسی سچے شخص نے، جسے تصوف کی
 ہند نہ تھی، تصوف کی کتاب میں یہ واقعہ پڑھا کہ ایک پیر صاحب کے مرید تھے۔
 ان کو قبض ہو گئی۔ شیخ کے پاس آئے اور کہا کہ بری حالت ہے۔ شیخ نے کہا کہ جاؤ
 خدا مدد سے میں چھوٹے بچے پڑھتے ہیں۔ ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر دو
 ان سے دعا کراؤ۔ وہ مرید گیا اللہ تعالیٰ نے اس کی حالت ٹھیک کر دی۔ اب دو قری
 شور مچائے کہ جس کو رفع حاجت نہ ہو اس کو چاہیے کہ بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرے تو اس
 شخص کو کہا جائے گا کہ بھائی یہ تصوف کا قبض ہے طب کا نہیں کیونکہ کتب تصوف کی ہے
 اب لفظ دہی ہے مگر فن کے بدلنے سے معنی بدل گیا۔

دوسری مثال

مفرد کا لفظ علم نحو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ منطق میں بھی مگر علم نحو میں مفرد
 کی تعریف در ہے در منطق میں اور۔ منطق کی کتب میں مفرد کی تعریف اہل منطق
 کے مطابق کی جائے گی ورنہ کتب میں نجات کے مطابق۔

تیسری مثال

اس طرح صحیح کا لفظ اہل لغت کے ہاں اس کا مطلب اور ہے، علم صرف
 میں اور، اور علم نحو میں اور لفظ ایک ہی ہے مگر جس فن میں استعمال ہوگا اس فن کے
 مطابق اس کی تشریح کی جائے گی۔

تیسرے نمبر کی وضاحت کیلئے علم کلام کی کتب کافی ہیں جو فلسفہ کے شکالات

اور رد سے بھری ہوئی ہیں۔ عام قاری پڑھ کر پریشان ہوتا ہے مگر جب اس ماحول سے واقف ہوتا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کا کیا حال تھا اور فلسفہ کس طرح گمراہ کر رہے تھے وہی قاری ان مشککین کی تحسین کرتا ہے۔

یونہی نمبر کی وضاحت میں عرض ہے کہ تحفہ قادریہ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا

اب جمال اللہ میرے بھائی مہتر عینی علیہ السلام کو میرا سلام کہنا (میں تحفہ قادریہ)۔

اب مہتر کا خط ہمارے ہاتھ میں در معنی رکھتا ہے ورنہ ان کے ہاں در۔

بندر کا خط ہمارے ہاں در معنی رکھتا ہے اور عرب میں خوبصورت آدمی کو کہتے ہیں۔

بندر کا خط ہمارے ہاں در معنی رکھتا ہے ورنہ عرب کے ہاں در۔

بچوں کے بعض حلقوں میں شاعر سے شعر کی فرمائش کرنے کیسے کہا جاتا ہے۔

اب آپ کیسے در ہمارے ہاں بد تیزی میں شمار کیا جاتا ہے۔

پانچویں سر کی وضاحت یہ ہے کہ بعض مصنفین کی اپنی خاص اصطلاحات ہوتی ہیں۔ مثلاً شاہ ولی اللہؒ کی حجت اللہ میں کئی اصطلاحات خاص ہیں۔ جس کی تعریف شاہ

صاحب لکھتے ہیں۔ اب قاری کو چاہیے کہ شاہ صاحب کی کتب کو پڑھتے ہوئے ان اصطلاحات کا ترجمہ شاہ صاحب کے مطابق کرے۔ اسی طرح علامہ اقبالؒ کی

شاعری میں ”خودی“ کا لفظ۔ چنانچہ معنی پنی عبارت کا جو مطلب بیان کرے گا وہ مانا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی مصنف کا معتبر شاعر اپنے استاد کے الفاظ کی تشریح

کہے گا تو اس کو تسلیم کیا جائے گا۔ فقہ میں اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔ چھٹا مرتبہ
 واضح ہے کہ یہی ترقی و حدیث براہ راست پڑھے گا بغیر استعداد کے یا جرح و
 تعدیل کا فن سمجھے بغیر ان کتب کو پڑھے گا تو کیا نتیجہ نکلے گا؟ ہر عقل پر واضح ہے۔

ن چھ ممبر کی وضاحت کے بعد عرض ہے
 صراط مستقیم بھی ایک کتاب ہے جس کے پڑھے کیلئے ان چھ امور کا خیال رکھتے
 رہئے پڑھا جائے گا اور صراط مستقیم کی عبارت کی تشریح بھی چھ امور کے تحت کی جائے گی۔

پہلا جواب

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ”صراط مستقیم“ تصوف کے موضوع پر لکھی گئی
 تھی لہذا اس میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کی تشریح

- (۱) تصوف کے مطابق کی جائیں گی۔
- (۲) مگر مصنف سے اس تشریح میں مدد ملے تو اس کو تسلیم کیا جائے گا یا مصنف کے
 کسی شاگرد سے اس اصطلاح کی تشریح کے حوالے سے کوئی بات منقول ہو تو
 اس عبارت کی تشریح کی لحاظ سے ہوگی۔

مذکورہ عبارت میں ایک لفظ ”ہمت“ استعمال ہو ہے۔ سید احمد شہیدؒ فرماتے

ہیں

شیخ اور اس کی مثل قابل تعظیم ستیوں خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہوں
 ”ہمت کا عمل“ کرنا بہتر سے اپنے گائے اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے
 سے۔“

بریلویوں سے دوسرا سوال؟

اس ہمت سے کیا مراد ہے؟ کیا اس کی تشریح اور تعریف اس مقام پر لغت کے اعتبار سے کی جائے گی۔ ہرگز نہیں، اس ہمت کی تشریح یقیناً تصوف اور اہل طریقت کے مطابق کی جائے گی۔

”ہمت“ کی دو تعریفیں اور تین جوہر

اس ”ہمت“ کی بنیادی طور پر ہمیں دو تعریفیں ملتی ہیں۔ پہلی تعریف میں دو صورتیں ہیں اس لحاظ سے کل ۳ جواب ملتے ہیں۔

پہلی تعریف

قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ کے نزدیک

قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ جو کہ سید احمد شہیدؒ سے پہلے کے زمانے کے بزرگ ہیں یہ قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ 1191 ہجری اپنی مشہور تالیف کشف اصطلاحات الفنون میں ”ہمت کی تعریف کرتے ملتے ہیں۔

فی اللعة المقصد الی وجود الشیء اولاً وجودہ اعم من ان
یکون الی شریف او حسیس و خصت فی العرف بحیارہ
المراتب لعلیہ وقد تطلق علی الحالة الی تقتضی دالک
القصد او الحیارۃ

ترجمہ "نعت میں کسی شے کے وجود کی طرف اولاً قصد کرنا، عام ہے کہ اس شے کا وجود عزت وں ہو یا گھٹیا اور عرف میں خاص کیا جاتا ہے بلند مرتبوں کے حاصل و جمع کرنے کیلئے درکھی ہوا جاتا ہے ایسی حالت پر جو تقاضا کرتی ہے س "قصد" اور "حاصل کرنے کا"۔

اس تعریف سے دو باتیں پتا چلیں:

"ہمت" کے عمل میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ قصد یا حاصل کرنا اس کو آسان اور غلطیوں میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ یا اس میں افادہ (فائدہ پہنچانا) ہے یا استفادہ (فائدہ حاصل کرنا) کیونکہ حاصل کرنا استفادہ کی شکل ہے اور قصد عام ہے فائدہ پہنچانے کیلئے بھی ہو سکتا ہے اور استفادہ (فائدہ حاصل کرنے) کیلئے بھی۔

شہ اسماعیل شہیدؒ کے نزدیک

اس تعریف کی مرید و ناصحت سید حمد شہیدؒ کے مرید خاص و شاگرد شہ اسماعیل شہیدؒ سے یوں ہتی ہے۔ نیز یہ تعریف (مفہوم) بریلویوں کے ہاں مسئلہ بزرگ میاں جی شیر محمد شہیدؒ، شہ شریف و دیگر حوالوں سے بھی ثابت ہے۔

ایک بار پھر وضاحت کرنا چاہوں گا کہ کسی بھی عبارت پر دوسرا استراش کرے تو اس کی تشریح کا پس حق خود مصنف کو ہے۔ مصنف کے سکوت کی صورت میں اس کے معتبر شاگرد جو تشریح بیان کریں۔ بریلویوں سے امام مولی احمد رضا خاں صاحب بھی اس اصول کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اب آج سے مواخذہ تدریس خصوصاً خود آپ کے غفلتوں کا دوسرا کیوں

شرح بنے تصنیف و مصنف بیوکند بیان (مصنف تصنیف کو اچھی طرح بیان کرتا ہے، کلیات، مکاتیب احمد رضا ص ۱۸۱)۔

کاش مولوی احمد رضا خان خود بھی اس صولی کی پاسداری کرتے ہوئے حضرت تھانویؒ، حضرت نانوتویؒ حضرت گنگوہیؒ و حضرت سہارنپوریؒ کی نثریہات و تصریحات کو مانستے جو ان حضرات نے اپنی عبارات پر التزامات کے جواب میں بنفس نفیس خود تحریر کیں۔

نوٹ بریلوی حضرات کے نزدیک بڑے سے سے کر چھوٹے تک سب کے نزدیک صراطِ مستقیم کی عبارت معترضہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کی سمجھی جاتی ہے اس لیے گایات مکاتیب رضا کے حوالے سے بیان کردہ وپر کے حوالے کی روشنی میں بریلویوں پر شاہ شہیدؒ کی بین کردہ تعریف دلیل قاطع ہے۔ عبقیات میں ہے۔

اب مدحہ فرمائیے عبقیات کے حوالے سے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تعریف بہت وہام حضور و ان کی قوت و ہمہ میں اس کی قدرت پیدا ہوتی ہے کہ کسی خاص کام کے اقوال پر یا کسی دہد کے بات کے حصوں پر، ضرور رسوں کے ازلے پر اپنی قوت و ہمہ کی توجہ کو متنبہ کر دیں یا کسی کے اس میں اپنی محبت ڈالنا چاہیں تو جیسا وہ چاہتے ہیں ایسی واقعہ سوچتا ہے کسی کا اصناف نام بہت سے (ص ۳۴۸ مترجم)۔

اس تعریف سے پتا چلتا ہے کہ سمت ایک خاص عمل کا نام ہے جس میں دوسرے کے دہدے یا سینے فائدہ کیلئے توجہ کو مرکوز کیا جاتا ہے۔ یہاں ”توجہ“ سے مراد توجہ کا

دلی معنی نہیں بلکہ اصطلاحی معنی عندا صوفیاء مراد ہے۔

اس تود کی اصطلاحی تعریف کیا ہے جس کا ذکر تعریف مذکورہ ہاں میں بھی ہوا ہے۔
 شاہ اسماعیل عیقات ہی میں فرماتے ہیں

”کسی دوسرے آدمی کے واہمہ سے اپنی قوت واہمہ کا ربط
 دوام حضور دے لوگ قائم کر سکتے ہیں اور اس کا رخ اس دوسرے
 شخص کے واہمہ کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے
 کہ اس دوسرے آدمی کا واہمہ بھی اس کیفیت کے گوئے اثر کو ایک حد
 تک محسوس کرنے لگتا ہے۔ جو صاحب دوام حضور میں پائی جاتی
 ہے دوسرے کی قوت واہمہ سے صاحب دوام حضور اپنی قوت واہمہ کا
 جو ربط قائم کرتے ہیں اس کا اصطلاحی نام ”تود“ ہے (ص ۳۳۸
 عیقات مترجم)۔

مفتی احمد یار نعیمی کے نزدیک

بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے والے مفتی احمد یار نعیمی جنہیں بریلوی حضرات
 حکیم الامت کہتے ہیں، لکھتے ہیں۔

”تود کے معنی ہے دھین دینا، اپنے دل کو کسی طرف لگا دینا۔ صوفیاء کو اس کا
 دل کامل نورانی ہوتا ہے اور علی نور کی خاصیت روشنی ہی سے ہر پاک کرنا فیض پہنچانا
 بھی۔ دیکھو آفتاب کی نورانی شعاعیں روشنی کے ساتھ گدوں زمین کو خشک کر کے پاک
 بھی کر دیتی ہیں اور کھیتیں بھی پکاتی ہیں۔ چاندنی نورانی شعاعیں بچوں میں دودھ پیدا

کرتی ہیں ستاروں کی شعاعیں پھولوں میں لذت اور رنگت بھرتی ہیں۔ ایسے ہی قلب شمع کی نورانی کرنیں مرید کے قلب میں صفائی ایمانی قوت وغیرہ پیدا کر دیتی ہیں (ص ۳۳۸ رسائل نعیمیہ)۔

صاحب زادہ عمر بیر بلوکی کے نزدیک

جیسا کہ کتب تصوف اور خود بریلویوں کی کتب ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہیں توجہ کا انہی معنی میں استعمال مدحظہ فرمائیے۔ صاحب زادہ عمر بیر بلوکی جو بریلوی مسلک ہی سے تعلق رکھتے ہیں، لکھتے ہیں۔

یوں تو توجہ حاضر نہ سے ہمیشہ سرفرا فرماتے اور حاضری کے دنوں میں کبھی دل سے کبھی جسم مبارک سے اور کبھی ہاتھ مبارک سے کبھی مرقبہ صورت میں توجہ فرماتے (انقلاب حقیقت ص ۶۰)۔

توجہ کا یہ عمل چھوٹوں کی جانب ذرا (فائدہ پہنچانے) کیلئے درہزوں کی طرف فائدہ لینے کیلئے ہوتا ہے۔

ہمت کے عمل میں اس توجہ کا بھی استعمال ہوتا ہے اور تنی بات تو واضح ہوگئی کہ ہمت کے اس عمل میں کبھی تو توجہ کو استعمال کیا جائے گا فائدہ پہنچانے کیلئے اور کبھی فائدہ حاصل کرنے کیلئے۔

قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ نے اس معنی کو ادا کرنے کیلئے ”قصد“ اور ”حیرۃ“ کے لفظ استعمال کیے۔ قصد میں دونوں صورتیں گئیں یعنی فائدہ و راستہ و حیرۃ میں

تبادلو۔ اب دوبارہ ملاحظہ فرمائیے عبققات کا حوالہ شاہ شہید کے قلم سے۔

شاہ اسماعیل شہید نے افادہ کی صورتوں کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا۔

”کسی ضرر رس امر کے ازالے، کسی کے دل میں محبت ڈالنے، کسی خاص کام کے وقوع پر“ اور استفادہ کو بیان کیا ”کسی فائدے کی بات کے حصول پر“ یہ دو معنی ہیں جو اس تعریف سے نکلنے ہیں۔

”ہمت“ شاہ غلام علی نقشبندی مجددیؒ کے نزدیک

اب ہمارے اسی موقف کے حوالے سے اگلے حوالہ ملاحظہ کیجئے

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور شیخ مرزا مظہر علی جان جاناں کے خلیفہ مجاز شاہ غلام علی دہلویؒ متوفی ۲۴۰ ہجری (۱۸۲۳ عیسوی) اپنے مکاتیب میں اپنے ایک خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

”درد دل دشتہ ہمت و توجہ مایہ ذکر یکہ از بزرگان رسیدہ

است در در طالب در تہیہ حرکت پیدا شود“

ترجمہ دل میں رکھ کر ”ہمت اور ”توجہ“ دیں وہ ذکر جو بزرگوں سے پہنچی

ہے، طالب کے دل میں آئے گا اور حرکت پیدا ہوگی۔ (مکاتیب

شاہ غلام علی ص ۲۲۰ فارسی)۔

دیکھیے یہاں بھی ہمت کو یک ایسے عمل کے طور پر ذکر کیا گیا ہے جس کو

دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے استعمال کیا جائے۔

خیار آنا، خیار کرنا، دھیان جانا، دھیں کرنا، یا متوجہ ہونا (لفظی) قطعاً اس اصطلاح کا معنی نہیں۔ بیک ورجوہ ملاحظہ کیجئے۔

حضرت میاں جی شیر محمدؒ کے نزدیک

حضرت میاں شیر محمدؒ شرق پور شریف والے، جن کو متفقہ طور پر بریلوی مسلک کے عہدء تسلیم کرتے ہیں کی سوخ حیات میں حضرت میاں صاحب کے حواس سے "ہمت" کی تعریف میں لکھا ہے۔

"حضرت میاں صاحب کثر فرمایا کرتے تھے ہمت اسم اعظم اس کی بھی بندہ (مؤلف خزینہ معرفت) تشریح کرتا ہے ایک ہمت تو عام ہے دوسری ہمت خاص۔ ہمت عام تو یہ ہے کہ جب تک کسی کام میں ہمت نہ کی جائے وہ کام نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب خداوند تعالیٰ نے لفظ کن کہہ کر موجودات کو پیدا کیا تو ہمت کو رد و رد حاضر کیا اور فرمایا ہے ہمت جس میں تو ہوگی اس نے دو جہان کے کام اچھے ہو جائیں گے جن میں تو نہ ہوگی اس کے دونوں جہان کے کام بگڑ جائیں گے۔ ماضی ہمت حضرت سلطان احمد رفیع با یزید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم سم ذات ہی ہے جب اس کا کثرت سے ذکر کیا جائے تو ذکر کے ر میں ایک ہمت پیدا ہو جاتی ہے اس ہمت سے کشف و تصرف و کرامات صادر ہوتے ہیں۔ اس وقت یہی اسم، صاحب تصرف کسی پر صرف کرنا ہے تو حقائق و کرامات ہو جاتی ہیں (خزینہ معرفت ص ۲۹۲)۔

ہمت تہذیبی بھی مدد دلاتی ہے جس کی وجہ سے

”خاص کیفیات محمودہ کا دوسرے شخص پر افسوس یہاں سے اس میں خاصہ پیدا ہو جائیں۔ اور یہ آثار غراض و مقاصد کے اختلاف کی بنا پر مختلف ادا و ادان کے ہوتے ہیں اور اس تائید کو اہل تصوف کی اصطلاح میں تصرف، توجہ اور جمع خوطر کہتے ہیں“ (ص ۲۲۸ ادا و اشتاد فی جلد ۵)۔

حضرت تھانوی کا حوالہ اس لیے دیا گیا ممکن ہے بریلوی حضرت شوریچا میں اس وقت کا جو معنی در تشریح تم کر رہے ہو پیدہ کسی۔ میں کی۔ اس کے حوب کے طور حضرت تھانوی کا حوالہ نقل کر دیا۔ نیز صراط مستقیم ہمارے بزرگوں کی کتاب ہے اس کی تصحیح کی تحریف میں جو کچھ شاہ اسماعیل نے لکھا اس کی تائید کے طور پر حضرت تھانوی کا قول آیا گیا ہے۔ (باقی بریلوی حضرات پر دیگر حوالے بطور حجت کافی ہیں)۔

اس حوالہ جات سے درج ذیل امور پتا چلتے۔

۱۔ ہمت ایک خاص عمل کا نام ہے توجہ کرنا (تھانوی)، خیر کرنا، خیر کرنا، متوجہ ہونا (تھانوی) قطعاً قطعاً اس کا معنی نہیں۔

۲۔ یہ ہمت کا عمل دو غرضوں سے ہوتا ہے۔ ایک افسوس کیلئے یا استفادہ کیلئے۔ عام قدر میں کیلئے اس کی تفسیر تشریح میں ہے کہ بعض اوقات کسی دوسرے پر کوئی خاص کیفیت کا عکس ہو جاتا ہے یہ صورت فساد کی (دوسروں کو فائدہ پہنچانے) کی ہے۔ یہ بڑا اپنے سے چھوٹے کی طرف کرے گا۔ اور بعض اوقات دوسرے سے فائدہ کے حصول کے لیے یا جانے گا یہ استفادہ کی شکل ہے۔ یہ چھوٹے کی طرف سے اپنے سے بڑے کیلئے ہوگا۔

چنانچہ شاہ اسماعیل شہید کے احوال و عمال میں دو بار یہ الفاظ ہیں

کس فائدے کی بات کے حصوں پر یا ضرر رساں مر کے ارالے پر پنی قوت و ہمت کی توجہ مرکوز کر دیں (ص ۳۴۸، عقبات مترجم)۔

اب ان حوالہ جات کو منطبق کریں صراطِ مستقیم کی عبارت پر کہ ”ہمت“ کا عمل کرنا شیخ یا اس کی مثل قابلِ تعظیم ہستیوں کی جانب خود جناب رسالت مآب ﷺ ہوں۔

اب افادہ (فائدہ پہنچانا) والے معنی کو میں جو بڑھ چھوٹے کی طرف کرتا ہے تو مطلب یہ بنے گا کہ کوئی مرید اپنے پیر پر اپنی کیفیت کا عکس ڈالے۔ یقیناً ایسا مرید بے ادب کہہ لے گا اور اگر کوئی امتی، قاعدیہ الصلوٰۃ و السلام کے بارے میں (نمود ہائندہ) ایسا عمل کرے تو شائد اس کا ایمان بھی نہ بچے۔ اور وہ یہی عمل اپنے گائے ورگدھے پر کرے تو یقیناً وہ ایک حقیر اشیاء ہیں۔

بی حلیہ الصلوٰۃ و السلام یا اپنے شیخ کی جانب یہ عمل کرنا یقیناً بدتر ہے پنی گائے ورگدھے کی جانب عمل کرنے سے اور یہی بات سید احمد شہیدؒ نے لکھی۔

سے اس تشریح کے مطابق ایک سوں باقی رہ جاتا ہے کہ سید احمد شہیدؒ نے آگے چل کر شرک کی بات کی ہے۔ اس کا جواب مختصراً عرض خدمت ہے کہ صراطِ مستقیم کی عبارت میں دو باتیں نیات کی گئیں تھیں

۱۔ ہمت کا عمل حالت نماز میں اور اس کا حکم۔

۲۔ غیر اہل کی تعظیم اور برہمگی جو مقصود ہونا نماز میں اور اس کا حکم۔

۱۔ ہمت کے یہاں معنی ہے۔ نڈ سے جب تادہ (فائدہ پہنچانا) مقصود ہو تو شیخ یا

۔ دہش قابل احترام شخصیت کی جانب جب ہمت کا عمل کیا جائے گا تو شیخ کی تعظیم
مسود کے درجے میں ہوگی۔ یاد رہے کہ مطلق تعظیم نے پر سید احمد شہید کوئی کلام نہیں
رہے وہ تو فرما رہے ہیں کہ:

این تعظیم واجہاں غیر در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد

نماز میں غیر ہند کی تعظیم کو مقصود بنانا شرک کی طرف لے جاتا ہے مطلق تعظیم
لے آئے میں کوئی کلام نہیں۔ نماز میں یہ تعظیم کو مقصود ہو، کیوں شرک ہے۔ اس
نکس وضاحت بالتفصیل آگے آ رہی ہے دیکھیے عنوان ”چار فیصلہ کن حوالے“ اور
بریلوی اکابرین کے حوالے۔

مختصراً صرف تاج عرض ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس کا اقرار مولوی محمد رضا خان
ساحب کو بھی ہے، حوالہ آگے آ رہا ہے۔

پہلے جواب کا خلاصہ

- (۱) اس عبارت میں ہمت کا ذکر ہے جو تصوف کی خاص اصطلاح ہے۔
- (۲) پہلے معنی کے لحاظ سے ہمت کے عمل میں خاص کیفیت کا اثر دوسرے پر ڈال
جاتا ہے۔
- (۳) یہ عمل بڑا چھوٹے کی طرف کرتا ہے۔ چھوٹا بڑے کی طرف کرے گا تو بے
ادبی ہے۔
- (۴) ہمت کے اس عمل کو اس لیے منع کیا گیا نیز اس عمل میں تعظیم بھی مقصود ہوتی
ہے جو شرک کی طرف لے جاتی ہے۔ اس کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔

عبارت معترضہ کا دوسرا جواب

دوسرا جواب ہمت کے اس دوسرے معنی پر مبنی ہے جو کہ وہ نقل کیا ہے یعنی ”کسی سے فائدہ کا حصول“۔

جو چھوٹا بچہ سے بڑے کی طرف کرے۔ جب چھوٹا بچہ سے بڑے کی طرف یہ ”عمل ہمت“ کرے گا کسی دکاندار کے حصول کیلئے تو اس ”عمل ہمت“ کے ساتھ ہی اس کے دل میں تعظیم بھی مقصود کے درجہ میں ہوگی کیونکہ عمل ہمت میں استفادے کیلئے یہ ضروری ہے۔ یہ وہن میں رہے کہ یہ عمل ہمت نماز میں ہو رہا ہے۔ اگر نماز میں نمازی قصداً اپنا مقصود تعظیم غیر اللہ کو بتائے تو ”یہ دیکھتے ہیں کہ محدثین حضرت اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔“ آخر میں اقرارِ حجت کیلئے مولوی محمد رضا اور دیگر بریلوی حضرات کے حوالے نقل کیے جاتے ہیں۔ ان حوالوں سے یہ بات دور روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ نمازی کا نماز میں کسی قابل تعظیم ہستی کی تعظیم کو حالت عبادت میں مقصود بنانا شرک ہے اور یہی بات سید احمد شہیدؒ نے لکھی کہ ہمت کے عمل میں یہ تعظیم (مقصود کے درجہ میں ہونے کی وجہ سے) شرک کی طرف لے جاتی ہے جن کا اقرار خود مولوی محمد رضا خان نے بھی کیا ہے۔ ایک بار پھر دہرانا چاہوں گا کہ کلام مطلق تعظیم ”سنے“ یا ”کرنے“ میں نہیں بلکہ اس تعظیم میں ہے جو حالت عبادت میں مقصود ہو، حوالے ملاحظہ فرمائیں

بخاری شریف کا حوالہ

بخاری شریف میں سیدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت ہے کہ:

”ہم المؤمنین م جمیعہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے حبشہ میں ایک یہودیوں کی بات سنا کہ ذکر کیا جس میں تصاویر تھیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ذکر کیا تو شام فرمایا

ان اولئک اذا کان فیہم الرحل المصالح فمات یوا علی
قبرہ مسجد وصوروا فیہ تمک الصور ولئک شرار
الخلق عبداللہ یوم القیمۃ

بے شک ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی ہوتا پس جب وہ مر جاتا
تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے در اس مسجد میں اس کی تصاویر
بناتے پس وہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن، مخلوقات میں
سے بدترین لوگ ہوں گے۔ (باب ہشتم قبور مشرکی لچہیہ،
کتاب الصلوٰۃ الصحیح ابن عمری جلد ص ۱۲۷ مکتبہ رحمانیہ)۔

اس حدیث کی تشریح میں عدسہ ابن بطال متوفی ۷۴۹ ہجری اپنی شرح بنی ری
شریف میں لکھتے ہیں

وذلك انه عيبه الصلوة والسلام احسن ان اليهود يتحدون
قبور ابيائهم مساجد و يقصدونها لعبادتهم وقد نسخ الله
جميع المعبودات بالاسلام والتوحيد و مر لعبادته وحده
لا شريك له لئلا يلهي عن اتخاذ القبور مساجد و
عن فعل التصاویر قال المهلب و اما بهي عن ذالك والله
اعلم قطعاً للدریعة ولقرب عبادتهم الاصنام و اتخاذ القبور

والصورة الهة (شرح صحيح بخاری ، علامہ ابن بطال
مکتبہ الرشید).

”ور (ن کے بدترین ہونے کی) وجہ یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے خبر دی کہ یہود اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بناتے تھے اور
اپنی عبادت سے ان قبور کا ارادہ کرتے تھے اور بے شک اللہ تعالیٰ
نے اسد م اور توحید کے ساتھ تمام معبودات کو ختم کر دیا اور ایک اللہ
وحدہ ، شریک کی عبادت کا حکم دیا اور اس میں قبروں
کو سجدہ گاہ بنانے اور تصاویر کے فعل کی ممانعت ہے۔ مہلب نے
کہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (شرک کے) ذریعہ کو قطع کرنے
کے لئے اور ان کی عبادت کے بتوں (پرستی) کے قریب ہونے اور
اپنے قبروں اور تصاویر کو معبود بنانے کی وجہ سے، منع کیا۔“

یعنی یہود اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کی قبور پر سجدہ گاہ بنا لیتے تھے اور ان پر
عبادت کرنے سے ان قبور حتیٰ صاحب قبور (انبیاء) کا ارادہ کرتے تھے چونکہ یہ عمل
عبادت کے دوران تھا، اس لیے یہ بھی عبادت کا حصہ بنا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی
عبادت درست نہیں۔

قرآن میں کرام^۱ یہ بات واضح ہے کہ یہود جو نماز سے ان قبور کا ارادہ کرتے
تھے وہ ان نبیائے کرام علیہم السلام کی عظمت و تعظیم کی وجہ سے کرتے تھے اور قبر کی تعظیم
در حقیقت ، صاحب قبر کی تعظیم ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ ”یہود نماز سے اپنے نبیاء علیہم السلام
کی تعظیم کا ارادہ کرتے تھے۔“

یہ وہ ہے اس عمل کو علامہ ابن ہل نے شرک قرار دیتے ہوئے اس کی ممانعت کی ہے۔ یہ بیس کی حد تعالیٰ نے اپنے حدود تمام معبودات کی عبادت کو، مہم اور توحید کے لئے ختم کر دیا ہے۔ جنی یہود کا یہ عمل کہ وہ نماز میں اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کی "مکانہ ارادہ کرتے تھے، یہ ان کی عبادت کرنا ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔

"ہت" کے عمل میں جو حالت نماز کے وہ ان کیا جائے، اس میں بھی نبی علیہ السلام کی تعظیم مقصود کے درجہ میں رہنا پڑتی ہے کیونکہ ہمت کے عمل میں استفادہ کیسے سروری سے اور اوپر گزر چکا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعظیم کو مقصود بنانا نماز سے، شرک اور عبادت غیر اللہ ہے اسی وجہ سے سید احمد شہیدؒ نے لکھا تھا کہ

اس تعظیم و جلوس غیر کہ در سر مخطوط مقصود می شود بشرک می کشد

یہ تعظیم و بزرگی، غیر اللہ کی جو نماز میں مقصود ہوتی ہے، شرک کی طرف لے جاتی ہے۔

کیا یہ بات جو سید احمد شہیدؒ نے بیان کی، علامہ ابن بطاؒ نے نہیں کی؟

تاریخین اس حوالے سے واضح بتا چلتا ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت معترضہ کا معنوں، ملت کی تعمیرات کے مطابق ہے۔

جو وضاحت بندہ نے کی ہے اس کی تائید آگے آنے والے حوالوں سے واضح ہو رہی ہے

حافظ ابن رجب حنبلیؒ کے نزدیک

حافظ ابن رجب حنبلیؒ، اپنی بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں اسی حدیث

کی تشریح میں لکھتے ہیں:

فإن كانت القبور محترمة، حُتبت الصلوة فيها وإن كانت
غير محترمة كقبور مشركي الجاهلية وحوهم ممن لا عهد
لَهُ ولا دمة مع المسلمين فإنه يحوز بسببها ونقل ما يوجد
فيها من عظامهم و، يصلو ذلعي موضعها

ترجمہ: ہمیں اگر قبور قابل احترام ہوں تو نماز پڑھنے سے منع کیا جائے گا اور اگر
قبور غیر محترم ہوں جیسے جاہلیت کے شرکین کی قبور اور ان کی مثل جن
سے ہمارے کوئی رشتہ یا مسلمانوں کے ساتھ کوئی ذمہ نہ ہو تو نماز پڑھ
نے میں قبور کا کھولنا اور ان کی ہڈیوں کو نکال کر نماز اور نماز ان کی قبور کی جگہ
پڑھنا (فتح الباری حافظ ابن رجب حنبلی مطبوعہ مکتبہ خیراء لاشریہ)۔

اس حوالے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قبور کے قابل احترام ہونے کی صورت
میں نماز پڑھنے سے منع کیا جائے گا۔ وجہ یہی ہے کہ قابل احترام قبور کے پاس نماز
پڑھنے کی صورت میں ان قابل احترام شخصیات کی تعظیم حالت نماز میں آئے گی ورنہ نماز
میں قصد کسی قابل احترام شخصیت کی ایسی تعظیم کرنا جو عبادت مقصود ہو، درست نہیں۔
یاد رہے کہ قبر کی مٹی کا کوئی احترام نہیں کر رہا ہوتا جو کوئی تعظیم کرتا ہے تو صاحب قبر کی کرتا
ہے۔ جس صاحب قبر کی یہ تعظیم نماز میں مقصود سے طور پر درست نہیں تو ہمت کے
عمل میں یہ تعظیم جو حالت نماز میں مقصود ہو تو وہ بھی عبادت کے طور پر ماننے کی بنا پر
شرک بن جائے گی اور ناقابل احترام قبور میں یہ تعظیم نہیں آئے گی وہاں نماز جائز ہے
جیسے نیل اور گدھے کی طرف سمت کے عمل سے ہونے والی تعظیم نہ آئے گی۔ اس عبادت سے

بھی صراطِ مستقیم کی تائید ہوگئی۔ مزید ملاحظہ کریں۔ یہی حافظ ابن رجب حنبلیؒ مزید آگے فرماتے ہیں۔

وعللوا بان الصلوة في المقبرة والى لقبور انما بهي عده
سد الدريعة الشرك فان اصل الشرك و عبادة الاوثان
كانت من تعظيم القبور و قد ذكر البخارى فى صحيحه فى
تفسير سورة نوح عن ابن عباس رضى الله عنهما معنى
ذلك و سذكره فيها بعد ان شاء الله (فتح الباری علی لفظ ابن
رجب حنبلیؒ مکتبہ الغربا الاثریہ)۔

ترجمہ اور (عناء نے) اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ قبرستان کی طرف نماز پڑھنا اس شرک کے ذریعے سے روکنے کے لئے منع کیا گیا۔ کیونکہ شرک و بتوں کی عبادت کی بنیاد قبروں کی تعظیم ہے اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سورہ نوح کی تفسیر میں اس معنی کو ذکر کیا ہے و ہم عنقریب اس کو ذکر کریں گے ان شاء اللہ (فتح الباری، باب من تیش قبر مشرکی اباہدیہ)۔

قارئین! علت بھی واضح سامنے آگئی کہ تعظیم قبور کی وجہ سے نماز پڑھنے سے منع کیا و قبر کی مٹی کی کوئی تعظیم نہیں کرنا جو تعظیم کرتا ہے وہ صاحب قبر کی تعظیم کی وجہ سے کرتا ہے۔ صاحب قبر کی تعظیم حالت نماز میں واضح فرمادیا کہ شرک کی طرف لے جانے والی ہے۔ وہ وہی ہے کہ مرزی کے دس میں یہ تعظیم مقصود ہو جائے گی عبادت ادا کرتے وقت و اگر عبادت کے طور پر یہ تعظیم کر لیجئے تو

شرک کر دیا جیسا کہ حوالہ میں شرک کی بنیاد بتائی گئی اور شرک کے ذریعے سے روکنے کیسے منع کیا گیا۔ ان حوالہ جات سے یہ بات بھی بالکل واضح ہوگئی کہ بریلوی حضرات جو شور مچاتے ہیں کہ اس مت میں شرک نہ ہوگا اور شرک صرف بتوں کی پوجا کا نام ہے جیسا کہ، شرف صف جلالی اور اشرف سیالوی اور دیگر بریلوی کہتے رہتے ہیں، یہ سب حوالہ جات ان تمام بریلویوں کے دلائل کا منہ توڑ جواب ہے جو وہ اپنے شرک کے جوہر میں دیتے رہتے ہیں۔ اس موضوع پر مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں بندہ کا مقدمہ جو مولانا ابویوب صاحب دامت برکاتہم کی کتاب کشتان توحید و رسالت کے شروع میں ہے۔ مولانا ابویوب صاحب کی یہ کتاب اشرف سیالوی کی کتاب گلش توحید و رسالت کے جواب میں بہت عمدہ کتاب ہے۔

سردست، یہ بندہ کا موضوع نہیں۔ اب ملاحظہ فرمائیے

حافظ حجر عسقلانیؒ کی تشریح

امام حافظ بن حجر عسقلانیؒ اپنی بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں باب بناء المسجد علی القبر کے تحت لکھتے ہیں

ان السمع من ذلك اما هو حال خشية ان يصع بالقبر كما صنع اولئك الذين لعوا واما اذا امن ذلك فلا امتناع فقد يقول بالسمع مطلق من يرى سدا للدريعة وهو هام متجة لوى
سبب شك نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس سے منع کرنا اس خدشہ کی وجہ

سے تھا کہ (آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی) قبر مبارک کے ساتھ بھی
یہاں کیا جائے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا جن پر لعنت کی گئی اور بہر
حال مگر اس سے امن ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

جن کے نزدیک (شرک کے) ذریعہ کو روکن تھا۔ وہ مطلق منع کا کہتے ہیں اور
یہاں یہ وجہ قوی ہے (حد ۳ فتح اباری، حافظ ابن حجرؒ باب بناء المسجد علی القبر)۔

اس حوالے میں بھی نماز پڑھنے کی ممانعت قبر کے شرک کے ذریعے کو روکنے
کیسے قرار دی گئی اوپر اس کی وضاحت گزری چکی ہے۔

علامہ بدر الدین عینیؒ کے نزدیک

عمدة القاری میں باب من نبش قبور مشرکی الجاهلیة والی مذکورہ
حدیث کی تشریح میں علامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں

قل انیصاری لما كانت انبھود و نصاریٰ یسجدون بقبور
الانبياء تعظیما لشانهم ویجمعون قبلۃ یتوجھون فی الصلوۃ
بحوھا واتخذوها اولئانا لعنهم السی سنة و مع المستمین
عن مثل ذالک

”قاضی عیاضی نے کہا کہ جب یہودی و نصاریٰ نبیاء کی قبور کو سجدہ
کرتے تھے ان کی شان کی تعظیم کرتے ہوئے اور ان کی قبور کو قبلہ
بناتے ہوئے و نماز میں ان کی جانب متوجہ ہوتے اور ان قبور کو

بت بنایا، بنی علی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس کی مثل منع کیا۔

یہ حوالہ پہلے حوالے سے زیادہ واضح طور پر اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے جس سے برہنہ کی حضرات اپنی شکایات نہ کیے ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے درج ذیل امور واضح ہوئے۔

- (۱) پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی کہ وہ اپنے نبی، کرم علیہ السلام کی تعظیم میں غلو کرتے ہوئے اس کی قبور کو تہجد کرتے۔
- (۲) نماز میں اپنے قدم ان معزز ستیوں کو ہلاتے۔
- (۳) نماز میں قصدات کی طرف متوجہ ہوتے۔
- (۴) مسلمانوں کو بھی اس مور سے منع کیا گیا یعنی اس مور سے پتہ چلا کہ کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ:
 - (۱) وہ حالت نماز میں کسی بزرگ کی عبادت کے طور پر یا مقصود کے طور پر حالت نماز میں تعظیم کرے۔
 - (۲) حالت نماز میں عبادت کے طور پر یا مقصود کے طور پر متوجہ ہو۔ یہ مقصود کے طور پر متوجہ ہونا محبت کے سلسل میں درجہ تم پاد جاتا ہے۔ لہذا صراحت مستقیم کی عبادت کی زبردست تائید عمدۃ القاری کے اس حوالے سے بھی ہوگئی۔

مسلم شریف کی روایت

مسلم شریف میں حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے روایت میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ مبارکہ آئے ہیں۔

الا وان من كان قبلکم کما هو يتحلون قبور ابيانهم و
صالحهم مساحدا الا فلا تتحدوا القبور مساحدا هي انہا کم
عن دلیک (مسلم ہدایاب آتھی عن بناء المسجد علی ائمتہ)۔

اور نو کی اس حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں

قد اعماء لنا بھی سی ^{حسب} عن اتحاد قبرہ و قبر غیرہ
مسجد، خوف من المبالغة فی تعظیمہ وللافتان بہ فر بما
ادی دالک الی الکفر

”معاذ نے کہا کہ اگر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قبر (مبارک) اور
دوسری قبر کو مسجد بنا کر سے مع کیا خثیت کرے ہوئے اپنی تعظیم
میں ممانعت اور اس کی وجہ سے فتنے میں پڑ جانے سے کیوں کہ یہ بے
اوقات کفر تک لے جاتا ہے۔“

اس حوالے سے بھی پتا چلا کہ قبر مبارک پر مسجد بنانے سے جب وہاں کوئی نماز
پڑھے گا تو حالت نماز میں تعظیم میں مبالغہ نہ کر بیٹھے یعنی تعظیم کو نہ مقصود نہ بنائے حالت
نماز میں یہ تعظیم کو بطور عبادت نہ کر بیٹھے حالت نماز میں۔ تو یہ اس کو کفر تک لے جائے
گا۔ اس حوالے سے بھی پتا چلا کہ نماز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی تعظیم جو
مقصود کے درجے میں ہو درست نہیں اس حوالے سے بھی صراط مستقیم کی تائید ہوگئی۔

نسائی شریف کا حوالہ

نسائی شریف میں روایت ہے:

ان عائشہ رضی اللہ عنہا و ابن عباس رضی اللہ عنہما قالا
 لما نزل رسول اللہ ﷺ لطلق بطرح حمیصہ لہ علی وجہہ
 فاذا اعمت کشفہا عن وجہہ قال وهو کذلک لعلہ اللہ علی
 الیہود والصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ
 جب رسول اللہ ﷺ علیل ہوئے (یعنی مرض وفات) تو ایک چادر
 اپنے چہرے پر ڈال بیٹے پھر جب دم گھٹنے لگا تو چادر چہرہ مبارک
 سے ہٹاتے و اسی حال میں فرماتے یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت
 انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجد بنایا۔ (کتاب
 المساجد باب بھی عن تحذیر القبور لمساجد جدید سنن نسائی)۔

علامہ سندئ متوفی ۳۸ ہجری اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں

علامہ سندئ کا قول

ومرادہ بذلك ان یسجدوا بقبورہ کما صبح
 الیہود والصاری بقبور سبائہم من اتحادہم تلک القبور
 مسجدا ما بالمسجود انہا تعظیما لہا، ویجعلہا قبرا
 یتوجہون فی الصلوۃ نحوہا

اور اس سے مراد اپنی امت کو ڈرانا تھا اس بات سے کہ وہ ان کی قبر
 (مساجد) کے ساتھ یہ گریں جیسا کہ یہ دو نصاریٰ نے اپنے انبیاء

کی قبور کے ساتھ کیا کہ ان قبور کو مسجد بنا لیا ان کی تقظیم کیسے اس
کی طرف سجدہ کرتے ہوئے یا ان کو قبلہ سماتے ہوئے جس کی طرف
وہ نماز میں متوجہ ہوتے تھے (حاشیہ طہ سندئ)۔

قبر قبلہ اسی وقت بنے گی جب نمازی کا مقصود اور توجہ کا مرکز مار میں قبر یا صاحب
قبر ہو یا انتہائی عظیم نماز میں کرنا (مقصود کے درجے میں) جس کی یہاں شکل سجدہ ہے۔
اس حوالے سے بھی سراط مستقیم کی عبادت کی تائید ہے۔ شرح وپرگر چکی ہے۔

مشکوٰۃ شریف کا حوالہ

مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ صحیح حدیث مبارکہ ہے

وعن عائشہ رضى الله عنها، ان رسول الله ﷺ قال في مرصه
الدى له يقم منه لعن الله اليهود والنصارى اتحدوا قبور اسيانهم
مساجد (ترمذی حدیث ۱۱۲۰ باب لمساجد وروض علوۃ)۔

سید شریف جرجانیؒ کا حاشیہ

طہ سید شریف جرجانیؒ نے حاشیہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں

كانه صلى الله عليه وسلم عرف ان مرتاض و حاف من
الاساس ان يعظموا قبره كما فعل اليهود والنصارى فعرض
للعنهم كيلا يعامروا معه ذك و قال يدعى باصر الدين
كانت اليهود والنصارى يسجدون بقبور اسيانهم و

يَجْعَلُونَهَا قِبْلَةً وَيَتَوَحَّهَوْنَ فِي الصَّلَاةِ مَحْرُهَا فَلَقَدْ اتَّخَذُوهَا
أَوْثَانًا لِلدِّينِ عَلَيْهِمْ وَفَعَلَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ ذَلِكَ

جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ و سلام نے پہچان لیا تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ
و سلام رخصت ہونے والے ہیں اور لوگوں سے اس نہ شے کے پیش
نظر کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ و سلام کی قبر مبارک کی اس طرح تعظیم
کرتے تھیں جس طرح یہود و نصاریٰ نے کیا ان کیلئے ناسمجھی
تاکہ وہ (مست) آپ علیہ الصلوٰۃ و سلام کے ساتھ وہ معاملہ نہ
کرسے اور قاضی ناصر الدین نے کہا کہ یہود و نصاریٰ اپنے نبیاء کی
قبر کو جہد کرتے تھے اور اس کو قید بناتے تھے اور نماز میں ان کی
جانب متوجہ ہوتے تھے تاکہ بے شک انہوں نے (یہود و نصاریٰ)
نے ان قبروں کو بت بنایا۔ پس اس لیے نبی علیہ الصلوٰۃ و سلام
نے لعنت کی و رسالوں کو اس سے منع کیا (حاشیہ سید شریف
جربائی علی مشکوٰۃ لاصح)۔

اس حوالے سے بھی پتہ چلا کہ:

- (۱) یہود و نصاریٰ انہی کے کریم علیہم السلام کو نماز میں اپنی توجہ کا مرکز بناتے۔
- (۲) قصد حالت نماز میں اس کی طرف متوجہ ہوتے بطور عبادت کے یا تعظیم کو مقصود بناتے ہوئے۔
- (۳) پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ و سلام نے اس پر لعنت بھیجی۔
- (۴) امت کو ان کاموں سے منع کیا۔

ہند ہمیں بھی چاہیے کہ ہم حالت نماز میں نہ تمام امور سے بچیں اور ہمت
 نہ ملے جو تکہ قصداً قابل احترام شخصیت کا تصور مقصود کے درجے میں ایسے کیا جاتا
 ہے کہ تعظیم نہایت ہو، اور مقصود بھی ہو۔ لہذا ہمت کا عمل جس کی مذمت صراط مستقیم میں
 نہ کی ان احادیث کی روشنی میں موجب شرک بنے گا۔ نیز یہ بھی پتا چلا کہ نبیائے
 اور علیہم السلام کی تعظیم میں غلو وراس سے مدد چاہنا اور ایسا معاملہ کرنا جیسے اللہ سے کرنا
 یا ایسے یہ شرک ہے جیسے قاضی بیضاوی نے لکھا کہ

فقد اتحدوا لها اولاداً

اس یہود و نصاریٰ نے انبیائے کریم علیہم السلام کی قبر کو بت بنا دیا۔

اس سے ایک بار پھر شرف سیلوی، آصف جدی وغیرہ دیگر بریلویوں کی
 وضع تردید ہوگئی جو شرک پر توحید کا مصنوعی لیبل لگا کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔
 امام ایشیائی عبارت عدم مٹیں سے شرح مشکوٰۃ شریف ہمام الکاشف عن حقائق
 السنن میں بھی تحریر فرمائی ہے۔

اس حوالے کو بریلوی مذہب کے بانی مہاوی حمد رضا خان نے بھی نقل کیا ہے
 دیکھیں حرمت سجدہ تعظیمی ص ۲۳۔

عبادت اور تعظیم

ممكن سے کہ بریلوی حضرات یہ سوں کریں کہ ان حوالوں میں سے (اور آگے
 آئے حوالوں میں بھی) بعض میں عبادت کے طور پر متوجہ ہونے کا ذکر ہے اور ہم
 ہی علیہ السلام کی سرف سجدہ و سجدہ نہیں ملتا ہوتا

جواب اس سوال کے جواب سے پہلے اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ عبادت کہتے کسے ہیں۔

مخدوم علی مہاشی "فرماتے ہیں:

العبادة تدل للغير عن اختيار بعناية تعظيمه (تفسیر مہاشی جلد ۱ ص ۲۴ طبع
ب۔ ق مصر)۔

"عبادت اپنے اختیار سے دوسرے کی انتہائی تعظیم کی غرض سے اس کیلئے تدبیر کا نام ہے۔"

امام رازی لکھتے ہیں:

ان العبادة عبارة عن بهاية التعظيم
عبادت کے معنی ہیں، انتہائی تعظیم (تفسیر کبیر جز اول ص ۲۴۲)۔

بریلوی حضرت کے ۲۰ شیخ کس حد تک قابل تعظیم ہے مدح فرمائیں
مولانا محمد رضا خان کے بارے میں لکھا ہے
"اعلیٰ حضرت اپنے پیر و مرشد کی حد درجہ تعظیم کیا کرتے تھے۔" (المیزان احمد
رضا نمبر ص ۲۱۹)۔

بریلوی مسک کے مشہور عالم نعیم الدین مراد آبادی خرائن اعرافان میں لکھتے ہیں
عبادت دو تائیت تعظیم ہے جو بندہ اپنی عہدیت اور معبود کی الوہیت کے اعتدال
واعتدال کے ساتھ ملائے (خرائن اعرافان ص ۹۴ مطبوعہ نصاب القرآن)۔

تدوین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ "تائیت تعظیم اور حد درجہ تعظیم میں معنا کوئی فرق
نہیں اور یہ بات بھی گزری چکی ہے تائیت تعظیم، عبادت کی اصل ہے۔ اس لیے سید احمد
شبیب نے یہ تائیت تعظیم جو مذہب متصور و منع کی۔

ان حوالہ جات سے واضح ہے کہ عبادت کی اصل کسی کو انتہائی قابل تعظیم نہ لے کر اس سے فروتنی اور عاجزی کرنا ہے۔ اور غیر اللہ کی عبادت یقیناً شرک ہے۔ اسی طرح مگر نہری نماز میں ہمت کا عمل اپنے شیخ سے استفادے کیسے ہے، تو جیسا پیچھے گزر چکا ہے کہ ہمت کے اس عمل میں استفادے کیسے تعظیم مقصود ہے۔ درجے میں ہوتی ہے اور نماز میں غیر اللہ کی وہ تعظیم جو مقصود کے درجے میں ہو۔ (کہ مطلق تعظیم) اس کو عبادت کی طرف لے جائے گی اور نبیاء کی عبادت شرک ہے۔ جس کا اقرار خود موسوی احمد رضا خان صاحب کو بھی ہے۔ دیکھیے حرمت مجددہ، ایسی ورکلیت مکاتیب حمد رضا خاں کا حوالہ جو آگے آ رہا ہے۔ اس تشریح سے می صراط مستقیم کی ایک بار پھر تائید ہو جاتی ہے۔

چار فیصلہ کن حوالے

۱۔ مشکوٰۃ شریف، جو کہ عدم خطیب تبریزی کی تالیف ہے، کی بنیاد مصباح السنہ ہے۔ جو امام بغوی کی تالیف ہے۔ مذکورہ بالا حدیث جو مشکوٰۃ المصابیح کے حوالے سے لکھی گئی، امام بغوی کی کتاب مصباح السنہ میں بھی موجود ہے۔

علامہ تورپشتی کی تشریح

اس کتاب مصباح السنہ کی بہترین شرح امام ابو عبد اللہ فضل اللہ بن الحسن تورپشتی متوفی ۶۶ ہجری نے بنام کتاب "مسیر" میں بیان کی۔ علامہ تورپشتی کا علمی مقام محدثین اور علماء کے ہاں واضح ہے اور اس کے بارے میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ

دکھانے کے مترادف ہے۔ کتاب ”المسیر“ میں عمامہ توریشی سے حدیث کی تشریح میں بالکل واضح لکھتے ہیں کہ نماز میں انبیاء کرم علیہم السلام کی تعظیم مقصود ہو تو شرک ہے ورنہ یہ بات صراطِ مستقیم میں لکھی گئی ملاحظہ فرمائیں

هذا الحديث حجة على من يرى ان عملة الهوى عن الصلوة في المقابر هي الحجة الحاصلة وليس لانه صلى الله عليه وسلم لعن اليهود على صيغهم ذلك ثم لعن امته عن الصورة في المقابر بها منسقة على ما ذكره من اليهود اثم اتحدوا قبور ابيائهم مساجد ومن الواضح المعلوم ان قبور الانبياء عليهم السلام لا تبش ولو بشت لم يردّها ذلك الا صهارة وقد بره الله تعالى اقدارهم عن ذلك وقال صلى الله عليه وسلم ان الله حرم على الارض اجساد الانبياء الانبياء احياء في قبورهم يصلون وثبت انه صلى الله عليه وسلم لعن رائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرح فانه في الحديث على الاطلاق من غير تفصيل بين الملبوس وغير الملبوس فعلمنا ان عملة الهوى ما ذكرنا والصلوة في المواضع المتبركة بها من مقابر الصالحين داحية في جملة الهوى لاسيما اذا كان الباعث عليها تعظيم هؤلاء او تخصيص تلك المواضع بما اشروا اليه من الشرك المحمى (المسیر جلد ص ۴۰۴)۔

ترجمہ یہ حدیث اس لوگوں پر حجت ہے جن کے نزدیک مقبرہ میں نماز

پڑھنے کی ممانعت کی علت وہ نجاست سے جو قبر کے کھانے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہود پر لعنت ن کے فعل پر کی ہے۔ پھر اپنی امت کو بھی منع کیا ہے متبر میں نماز پڑھنے سے۔ نبی کو مرتب کرتے ہوئے یہود کے ذکر پر کہ وہ اپنے نبی کی قبر کو مساجد بنا لیتے تھے۔ یہ بات وضع طور پر معلوم ہے کہ نبی علیہم السلام کی قبور کو طواف کیا نہیں جاتا اور مردہ باغرض کھل جائیں تو اس سے طہرۃ ہی زیادہ ہوگی اور بے شک اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ رکھا ہے ان کے وقار (عزتوں) کو اس سے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ زمین پر انبیاء کے اجساد کو حرام کیا۔ نبی علیہم السلام اپنی قوم میں زندہ ہوتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور یہ ثابت ہے کہ ہی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعنت کی قبروں کی زیارت کرنے والوں پر اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور ان پر چڑھ کر کھنے والوں پر ایسی حدیث میں ممانعت اپنے اطلاق پر ہے جس میں قبر کے کھنے اور نہ کھانے کی تمہیل نہیں ہے۔ پس ہم نے جان لیا کہ نبی کی علت وہ ہے جو ہم نے ذکر کی (شرک اور تعظیم) اور نماز برکت والی جگہوں پر بیک دوس کی قبروں میں سے، اس میں داخل ہے خصوصاً جب کہ نماز پڑھنے کا سبب ان کی تعظیم ہو اور جگہوں کی تعظیم جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا، شرک خفی کی وجہ سے ہے۔

اس واسطے سے بھی وضع بنا چلا کہ قبل تعظیم مسیتوں کے پاس نماز پڑھنے

سے نہ کی تعظیم مقصود ہو تو وہ شرک ہے۔

قارئین اگر انہی قابل تعظیم ہستیوں کی طرف نماز میں ہمت کا عمل استہداسے کے طور پر جب کیا جائے گا تو تعظیم مقصود ہونے کی وجہ سے شرک کی طرف نہ لے جائے گی ۴۴۴

اس حوالے میں واضح طور پر یہاں عظیم السلام اور نیک لوگوں کی تعظیم کو نہت نماز میں مقصود ہونے کی بنا پر شرک قرار دیا گیا۔ جس طرف سید احمد شہیدؒ نے صراط مستقیم میں اشارہ کیا تھا کہ ہمت کے عمل میں یہ تعظیم مقصود ہونے کی وجہ سے شرک کی طرف لے جائے گی۔

دوسرا فیصلہ کن حوالہ ملا علی قاریؒ کے قلم سے

یہی بات واضح انداز میں ملا علی قاریؒ نے مرقات میں بھی ہے۔

سبب لعنہم اما لا یہم کہوا یسجدون بقبور سبائہم تعظیما
لہم وذلک بشرک الحلی واما لا یہم کہوا یسجدون
لصلوۃ اللہ تعالیٰ فی مدافن الانبیاء والسجود علی مقابرہم
والتوجہ سی قبورہم حالۃ بصلوۃ سطر امہم بذلک انہی
عبادۃ اللہ والمبالغۃ فی تعظیم الانبیاء وذلک ہو الشرک
الحلی لتضمنہ ما یرجع الی تعظیم مخلوق فیما لم یؤذن لہ
فہی السیۃ حسرت امتہ عن ذلک اما لمشاہدۃ ذلک الفعل
سۃ الیہود و لتضمنہ الشرک لحلی کذا قل لبعض
الشراح من المتأخرین و یؤیدہ ما جاء فی روایہ یحذر ما صنعوا
ترجمہ ”یہود و نصاریٰ پر نعت کا سبب یا تو یہ تھا کہ وہ اپنے انبیاء علیہم

مسلم کی قبور کو سجدہ کرتے تھے، ان کی تعظیم کرتے ہوئے اور یہ شرک جلی ہے یا یہ وجہ تھی کہ وہ نماز اللہ کیسے پڑھتے تھے، انبیاء علیہم السلام کے دفن ہونے کی جگہ میں، وراں کی قبروں کی جگہ پر سجدہ کرتے تھے اور متوجہ ہوتے تھے ان کی قبور کی طرف نماز کی حالت میں۔ نظر کرتے ہوئے ان کی طرف اس عمل سے اللہ کی عبادت کی طرف اور نبیاء کی تعظیم میں (حالت نماز میں) مباحثہ کرتے تھے اور یہ شرک خفی ہے کیونکہ یہ مخلوق کی دو تعظیم ہے جس کا حکم نہیں دیا گیا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس سے منع کیا۔ یا تو یہود کے طریقے سے مشابہت کی وجہ سے یا شرک خفی کی وجہ سے اس طرح کہ ہمارے امہ میں سے بعض شرع نے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوئی ہے جن میں ان یہود و نصاریٰ کے کاموں میں ڈرایا گیا (مرقات ص ۳۸۹ جلد ۲)۔

یہ حوالہ انتہائی واضح منطقی میں اس حقیقت کو شکار کر رہا ہے کہ

- (۱) انبیاء علیہم السلام کی طرف قصداً یہی تعظیم کرنا جو عبادت کے دوران ہو اور ہامشود ہو دو شرک خفی ہے اور یہی بات صراط مستقیم میں سید احمد شہیدؒ نے کہی کہ ہمت کے عمل میں تعظیم مقصود ہونے کی بنا پر منہضی و اشک ہے۔ بندہ شوکت سیادی کو دعوت فکر دیتا ہے کہ خدا راں احادیث اور حوالہ پر غور کر کے جواب دیں کہ کیا صراط مستقیم کی عبارت عین احادیث کی تعبیرات کے مطابق نہیں ہے؟؟ ان شاء اللہ مضمون کے اختتام پر ان دلائل کا بھی جواب آئے گا جو شوکت سیادی اور شرف سیادی نے دیئے

ہیں۔ بہر حال مرقات کی یہ عبارت سو فیصد صراطِ مستقیم کی عبارت کی تائید کرتی ہے۔

تیسرا فیصلہ کن حوالہ

مشکوٰۃ شریف کی اسی حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جو لکھ ہے وہ سب انتہائی واضح ترین انداز میں صراطِ مستقیم کی تائید کر رہا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا مقدم بر یہودیوں کے نزدیک کیا ہے، پسے یہ مدِ حفظہ کیجیے۔

برہنوی عالم عبدالغفور شرف قادری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ شیخ اسد امام بل سمت، شیخ محقق (ص ۱۰۸، نور نور چہرے)۔

”حکام شریعت کے شروع میں ہے ”سرے سرے“ عرب و عجم کو اعتراف ہے کہ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی حضرت مولانا بحر اوصاف فرنگی مخلصی یا پھر اعلیٰ حضرت کی زبان و قلم کے بیان کا یہ حال دیکھ کر مومنِ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان و قلم فقط برابر خط کرے اس کو ناممکن فرمادیا (حکام شریعت ص ۱ ناشر مدینہ بہشتی)۔

عبدالغفور شرف قادری دوسری جگہ لکھتے ہیں
”یہ سو برس صدی کے مجدد، پاسبانِ دینِ مصطفیٰ ﷺ، علومِ دینیہ کے نامور مبلغ و رناتر، دینی حمیت و غیرت کے پیکر۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

لَعَنَ مَن كَذَّبَ خَدَّائِي تَعَالَى يَهُودٌ وَنَصَارَى لَا اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ
مساجد کہ سہ خشتہ گور ہائے پیغمبرانِ خود را مسجد ہا مستنق علیہ

چوں دانست آن حضرت علیہ السلام قریب اجل ماویہ رسید از
 است که میادوا بقبر شریف و آن کنند کہ یہود و نصاری
 بقبور انبیائے خود کردند بیگانہ ہانید ایشانرا بر نہی اذان بلعن بر
 یہود و نصاری کہ قبولانید، امام احمد گم رفتند و این مرد و طریق
 منظور است یکے آنکہ سجدہ بقبور بر نہ مقصود عبادت آن دارند
 چنانکہ بہت پرستار بہت سی پرستند

دوم آنکہ مقصود و منظور عبادت موسی علیہ السلام دارند و یکن اعتقاد
 بر نہ کہ توجہ بقبور ایشان در ناز عبادت حق موجب قریب و
 رضائے وے تعالی است موقع وے عظیم ترست نزد حق
 از جہت اشاعت حال وے بر عبادت و مبالغہ در تعظیم انبیائے او
 این مرد و طریق نامر نہی و نامشروع است اول خود
 شرک جہد سی و کفر است و ثانی نیز حرام است از
 جہت آنکہ دوے نیز اشراک نہد است اگرچہ خفی
 است و مرد و طریق لعن متوجہ است و نہ از گزوان
 ہجہ مذہب قدر نہی عمیہ الصلوٰۃ والسلام یا مرد صالح بقصد
 تہرک و تعظیم حرام است و ہیچ کس مادرل خلاف
 نیست (اشاعت المذہب جلد ۱ ص ۳۲۹، ۳۳۰)

اللہ تعالی لعنت کرتا ہے یہود و نصاریٰ پر کہ اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ
 کی جگہ بنا یا (متفق علیہ) اس حضرت علیہ السلام نے جان یا اپنے
 وفات کے قریب ہونے کو تو مت پر اس مدشہ کو محسوس کیا کہ کہیں

سب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر شریف کے ساتھ بھی وہ کریں جو کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء کی قبور کے ساتھ کیا۔

ان جگہوں پر (نہار کیئے) نبی فرمائی ان یہود و نصاریٰ پر لعنت کر کے کہ انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بناتے تھے اور اس میں مرنعت کی وجہ وہ طریق پر ہے۔

یہاں طریق یہ کہ وہ لوگ ان قبور پر سجدہ کرتے اور اپنی عبادت کا مقصود ان کو بتا دیتے تھے کہ بت پرست، بت کی عبادت کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان کا مقصود منظور اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی لیکن وہ یہ اعتقاد کرتے کہ ان قبور کی طرف نہار میں توجہ کرنا اور حق تعالیٰ کی عبادت میں ان کی طرف توجہ کرنا اللہ تعالیٰ کے قرب اور رضا کا ذریعہ ہے اور اس کا موقع اللہ کے ہاں بہت بڑا (گناہ) ہے، بسبب عبادت پر مشتمل ہونے انبیاء کی تعظیم میں مبالغہ کرنے کے اور یہ دونوں طریق ناجائز اور غیر مشروع ہیں۔

یہاں طریق شرک جلی اور کفر ہے اور دوسرے بھی حرام ہے، چونکہ اس کے کہ ان میں بھی شرک موجود ہے اگرچہ خفی ہے اور ہر دو طریق پر لعنت لگی ہے اور نہار اور کرنا نبی علیہ السلام کی قبر کی جانب، یا نیک مرد کی جانب تہرک کے ارادہ سے، اور تعظیم کے قصد سے حرام ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں (مشکوٰۃ المصابیٰ جلد ۱ ص ۳۲۹، ۳۳۰)۔

اس حوالے نے تو بالکل ہی وضاحت سے سید احمد شہیدؒ کی عبارت پر اعتراضات کو دور کر دیا۔ وہ تمام دلائل جو شرف سیاحی، حنیف قریشی، شمس سیاحی

دُغیرہ کی طرف سے دیئے جاتے ہیں ان سب کا واضح رد ان حوالہ جات سے ہو رہا ہے۔
اس حوالہ میں شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ۔

(۱) یہود و نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کو اپنی عبادت کا مقصود بناتے تھے۔
یہ شرک جلی اور کفر ہے۔

(۲) وہ نماز لہ کی رضا کیسے پڑھتے تھے مگر حالت نماز میں انبیاء کرام کی
طرف قصداً متوجہ ہونا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث سمجھتے یہ بھی شرک
خفی ہے اور باعث لعنت ہے۔

حضرت شیخؒ کے اس رشد کی زد میں یقیناً وہ بریلوی آتے ہیں جو مقصود کے
درجے میں نبی علیہ السلام کی طرف حالت نماز میں متوجہ ہوتے اور تعظیم کرتے ہیں در
اس کو باعث ثواب جانتے ہیں۔ حضرت شیخؒ واضح فرما رہے ہیں

وئاسی بید حرام است اسکہ دروے دیر اشراک نعد است
اگرچہ حنی است

قرنین صراط مستقیم کی عبارت اور حضرت شیخؒ کی عبارت میں مضمون
کے حوالے سے کوئی فرق نہیں۔ بریلوی جو فتوے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل
شہیدؒ پر لگاتے ہیں وہ سارے فتوے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور مدعی قاریؒ پر
لگتے ہیں۔ بلکہ سید احمد شہیدؒ نے ہمت کے عمل کے تحت تعظیم پر کلام کیا تھا۔ شیخ
محدث دہلویؒ نے تو مطلق نماز میں توجہ کرنے کو شرک خفی لکھا ہے سب سے بڑھ کر
شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے صاف فرمادیا کہ اس مسئلے میں کسی کا بھی اختلاف
نہیں۔ سید احمد شہیدؒ تک کسی کا اختلاف نہیں ہو۔ اختلاف کیا تو ہندو پاک میں

شرک کے ٹھیکیداروں نے کیا۔ ہم منتظر رہیں گے کہ بریلویوں کا قلم کیا جواب دیتا ہے۔ جبکہ ان کے نزدیک شیخ عبدالحقؒ سے نقطہ برابر بھی خطا ممکن نہیں!

چوتھا فیصلہ کن حوالہ

شیخ محمد رومیؒ متوفی ۸۴۳ھ ہجری اپنی مایہ ناز کتاب ”مجلس برار“ میں حدیث مبارکہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قال رسول الله ﷺ لَعْنَةُ السَّعْدِ عَنِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى
اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ صَحَاحِ
الْمَصَابِيحِ رَوَاهُ امْ لِمُؤَمِّسِ عَنْ شَيْخِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
اس حدیث مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں:

ومسب دعائه عليه الصلوة والسلام على يهود والنصارى
باللعنة انهم كانوا يصلون في المواضع التي دفن فيها
انبيائهم اما نظرا منهم بان السجود بقبورهم تعظيم بهم وهذا
شرك حلي و لهذا قال لبي ﷺ لا تجعل قبوري و ثنا بعد
او ظنا منهم بان التوجه الي قبورهم حابه الصلوة اعظم وقعا
عند الله تعالى لا شتمانه على امرين عباداة له تعالى و تعظيم
سيدنه وهذا شرك حلي و لهذا يهي النبي ﷺ امته عن
لصوة في لشتمان احترام عن مشابهيهم بهم و كان نقصد
من محصل و فن من كان فيكم كانه يحدون لشور مساجد
ولا تتحدوا بقبور مساجد بي انكم عن ذلك

قال بعض المحققين والصلوة في المواضع المتبركة من
مقابر الصالحين داخلة في هذا الهي لا سيما إذا كان
العبث عنيها معظم هو لا لما في ذلك من الشرك
الحقيقي فان مبتدا عباده الاصم كان في قوم روح النبي عليه
السلام من جهة عكوفهم على القبور كما حبر الله تعالى
في كتابه (مجا ۱، ۱۳۷، ۱۳۸)۔

یہودی و نصاریٰ پر لعنت کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بددعا کا
سبب یہ تھا کہ وہ یہودی و نصاریٰ انبیاء کے دفن کرنے کی جگہ ساز پڑھتے
یا اس بات پر نظر کرتے ہوئے کہ ان کی قبروں پر سجدہ ان کی تعظیم ہے
اور یہ شرک جلی ہے اس لیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا
کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ ماحس کی عبادت کی جائے یا گمان
کرتے ہوئے نہ پر کہ مار کی حالت میں ان کی قبور کی طرف متوجہ ہونا
اللہ کے بڑے عظیم (گناہ) ہے وہ باتوں پر مشتعل ہونے کی وجہ سے۔

(یٰب) اللہ تعالیٰ کیلئے عبادۃ ہونے اور (دوسرے) نبیاء علیہم السلام کی
تعظیم اور یہ شرک کفری ہے اور اس لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع
کیا۔ پٹی امت کو متبر میں نماز پڑھنے سے اجتناب کرتے ہوئے ان
کی مشابہت سے اگرچہ ان دونوں کے مقصد مختلف ہیں اور ارشاد فرمایا
جو تم سے پہلے لوگ تھے قبروں کو مساجد بناتے تھے اور تم قبروں کو مسجد
کی جگہ نہیں نہ بناؤ بے شک میں نہیں اس سے روکتا ہوں۔

دشمن محققین نے کہا کہ جبکہ حنا میں مار پر سب ٹیک و لوگوں کی

قبروں کی جگہوں میں اس نبی میں داخل ہے خصوصاً جب نماز پڑھنے کا باعث ان لوگوں کی تعظیم ہو کیونکہ اس میں شرک خفی ہے کیونکہ بتوں کی عبادت کی ابتدا روحِ حمیدِ اسلام کی قوم میں ہوئی تھی جس کی صورت قبور پر اس کا ٹھہرنا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمادی ہے (محاسن ۱۱ بار، شیخ احمد رومی)۔

اس کتاب کو شاہ عبدالعزیز نے فتاویٰ عزیزی میں معترضتاً ہے ص ۱۵ جلد ۲ فتاویٰ عزیزی۔ اس جواب سے بھی پتا چلا کہ

- (۱)۔ انبیاء کرام کی بطور عبادت تعظیم شرکِ جلی ہے۔
- (۲)۔ حالت نماز میں انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف متوجہ ہونا، (مقصوداً) شرکِ خفی ہے۔
- (۳)۔ ہمت کے عمل میں انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف مقصوداً متوجہ ہو جانا ہے۔ چنانچہ وہ بھی مفطی الیٰ الشُّرک ہے۔

اس جواب سے بھی صراحتاً مستقیم سے مضمون کی تائید ہو گئی۔

بریلوی کتب کے حوالہ جات :

مولوی احمد رضا خان کی فیصلہ کن عبارت

آئیے دیکھیے کہ خود بریلوی حضرات کے امام مولوی احمد رضا خان صاحب کیا فرماتے ہیں

انبیاء کرام علیہ السلام کی قبور پر نماز پڑھنے کے مسئلے پر بحث کرتے ہوئے مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں۔

یہ سب اس صورت میں ہے (جو ز) کہ وہ راہیت فاسدہ نہ ہوں یعنی نماز سے
 تقسیم قبر کا ارادہ یا بجائے کعبہ میں نماز میں منتقل قبر کا قصد یہاں ہو، تو آپ ہی حرام
 بد معاذ اللہ بہت عبادت قبر سوئے صریح شرک و کفر مگر اس میں مزار مقدس کی جانب سے
 حرج نہ آیا۔ بلکہ اس شخص کا فاسد ارادہ یہ فساد یہ اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی ناخذ قبر
 کعبہ معظمہ کے سامنے اس نیت سے نماز پڑھے کہ وہ کعبہ کی طرف نہیں بلکہ وہ خود کعبہ کو
 بند کرتا ہے یا نماز تقسیم کعبہ کہیں پڑھتا ہے ایسی نماز کے شرک حرام ہے اور بہت عبادت
 کعبہ ہو تو سب اس میں کعبہ معظمہ کا کبریاں ہو رہے یہ تو اس کی نیت کا فتور ہے
 (کلیات مکاتیب احمد رضا، جلد اول ۱۵۱، ۱۵۲)۔

اوپر وضاحت گزر چکی ہے کہ قبر کی تقسیم اصل میں صاحب قبر کی تقسیم ہے۔
 اس حوالہ سے درج ذیل باتیں پتہ چلیں۔

(۱) نماز میں صاحب قبر یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقسیم درست نہیں جیسا کہ
 خان صاحب نے لکھا۔

”و نہایت فاسدہ نہ ہوں جی نماز سے تقسیم قبر کا ارادہ“ کلیات مکاتیب رضا ۱۵۱۔
 یہاں صاف اقرار ہے کہ نماز سے تقسیم قبر جی تقسیم صاحب قبر کا ارادہ غلط ہے
 یعنی نماز میں مقصود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقسیم غلط نیت ہے، اس کا حکم کیا
 ہے۔ آئیے خان صاحب کی طرف دیکھتے ہیں۔

”تو آپ ہی حرام“

اور اس نماز کا حکم بھی لکھتے ہیں

”ایسی نماز ہے شرک حرام“

بہت عبادت نماز میں، قبر مبارک یعنی ”نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ و قصد،

شرک اور کفر لکھتے ہیں۔

”بیتِ عبادتِ قبر ہو تو صریح شرک و کفر“

یعنی نماز پڑھتے ہوئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت کی نیت شرک ہے۔

(۳) کعبہ کی بجائے قبر مبارک مقصود اور قید ہو تو حرام یعنی توجہ کا مرکز و مقصود اگر

نماز میں تقیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیت ہو تو حرام ہے۔

(۴) یہ اس کی نیت کا قصور ہے۔ اس میں مزار مقدس کی جانب سے حرج نہیں۔

یہی رت سید احمد شہید سے سمجھائی تھی کہ غلطی نمازی کی ہے نبی علیہ السلام کی

قطعا قطعاً تو ہیں نہ کی۔

آمد بر سر مطلب

قدیمین صراطِ مستقیم کی عبادت ذرا دوبارہ پڑھیے در ساتھ میں خاص صاحب

کی عبادت پڑھیے۔ صراطِ مستقیم میں سید احمد شہیدؒ نے فرمایا تھا

میں تعظیم و جس غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود

بشرک می کشد

اور یہ تعظیم اور بزرگی غیر کی، کہ نماز میں ملحوظ و مقصود ہوتی ہو، شرک کی طرف

لے جاتی ہے۔

در نماز صاحب کا حمد پڑھیے۔ دو نیت یا مدہ نہ ہوں تو نماز سے تعظیم

قبر (عبادتِ قبر) تو کسی حرام ہر معاد نہ بیتِ عبادتِ قبر ہو تو صریح

شرک و کفر۔

یلویوں سے سوال .

کیا کہتے ہیں بریلوی حضرات ایسے شخص کے بارے میں جو، نبی علیہ السلام کی "ایم کو فرز میں حرام کہتا ہے؟ جس کا نام مودی احمد رضا خان ہے جو صحت نماز میں نبی - یہ الصلوٰۃ والسلام کو توجہ کا مرکز بنا کر حرام کہتا ہے۔" جو نماز میں عبادۃ متوبہ ہونا صریح شرک کا ہے۔" کیا فرماتے ہیں۔ مولوی شوکت سیالوی ایسے شخص کے قوس کے بارے میں، اس کی عبارت کلیات مکاتیب رضا میں لکھی ہوئی ہے۔ کیا فرماتے ہیں اشرف سیالوی صاحب اس مذکورہ ہا، شخص کی اس تحریر کے بارے میں؟ کیا فرماتے ہیں حنیف قریشی صاحب اس کتاب کلیات مکاتیب رضا کی اس تحریر کے بارے میں؟

کو کب صاحب بھی ہمت فرمائیں اور پیچھے ہٹ جائیں۔

صنف حدیث صاحب کو بھی عام دعوت ہے اور کوئی بریلیوی مودی بھی ہمت کر کے اپنے خان صاحب پر فتویٰ لگائے۔ اگر یہ عبارت گستاخی نہیں تو سید احمد شہیدؒ کی عبارت بھی گستاخی نہیں۔ شام قارئین، یہ فتویٰ نہ لگائیں آئیے آپ کے سامنے بیش خدمت ہے۔

مولانا احمد رضا خان اپنے اور بریلوی فتویٰ کی زد میں

مولانا عمر اچھر وی، اور مولانا احمد رضا خان

بائیں رواف و رحیم نماز میں جب آپ آیات پہنچتے ہیں تو شیر و نذیر اور رکوع و رحیم پڑھتے ہوئے گرجی جیسے کھیل لہلہ میں تو کیا کھڑکھڑاتے کریم سے یا نہیں۔ (امتیاز حقیقت ص ۲۲۰)۔

آئے عبارت کی روشنی میں اور اس اصول کی روشنی میں مولوی احمد رضا خاں کی عبارت دیکھیے۔

نماز سے تعظیم قبر کا ارادہ (صاحب قبر) تو سب ہی حرام
یا نماز تعظیم کعبہ کیلئے پڑھتا ہے تو ایسی نماز بے شک حرام۔

برہنوں کے مولوی عمر اچھروی کے لحاظ میں سوال ہے کہ جو کوئی نبی علیہ السلام کی قبر مبارک پر نماز پڑھتے ہوئے یا مومنین رسول و رحیم کی آیت پڑھے اس کا خیال اور تعظیم سقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جائے گا اور نماز میں تعظیم کے بارے میں مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں کہ "حرام" ہے تو کیا مولوی احمد رضا سب کی عبارت کی روشنی میں قرآن کریم کا انکار کرنے والا نہ بنا۔ آپ کے پاس جو جواب اس سوال کا ہے وہی ہمارے پاس صراط مستقیم کی عبارت کے بارے میں ہے۔

مولانا غلام نصیر الدین اور مولانا احمد رضا خان صاحب

مولوی غلام نصیر الدین سیالوی نے تقریباً ۸۸ صفحات پر قرآن مجید کی مختلف روایات جن میں کسی طرح سے انبیاء کا تذکرہ آیا ہے نقل کرنے کے بعد یہ فتویٰ لگایا ہے (نماز میں) "جب کسی نبی کا خیال تعظیم کے ساتھ آئے گا تو نہری مشرک ہو جائے گا" تو گویا اس نے قرآن مجید کی اس آیت کی تکذیب کی (عبارت اکابر کا تحقیقی جائزہ جلد ۲ ص ۲۶۵)۔

آئیے اس فتویٰ کو کھینچ کر دیکھیں مولوی احمد رضا خان کی اس عبارت پر کہ نماز سے تعظیم قبر کا ارادہ (صاحب قبر) تو سب ہی حرام یا نماز تعظیم کعبہ کیلئے پڑھتا ہے ایسی نماز بے شک حرام۔ یعنی علامہ نسیم الدین سیالوی کے الفاظ میں مولوی احمد رضا خان پر فتویٰ یوں لگے گا۔

جب کسی نبی کا خیال (نماز میں) تعظیم کے ساتھ آئے گا تو نماز کی "حرام" کا
 "باب" کھلے گا تو گوپیہ نے (مولوی احمد رضا خان نے) قرآن مجید کی ان آیات کی
 مذہب کی ۱۱

مولوی احمد رضا خان خود اپنے فتوے کی زد میں

قارئین! "یہ تو شہدائے حق ہیں مولانا احمد رضا خان خود اپنے فتوے کی زد میں۔
 کوکتہ الشہادۃ میں مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں

اس شخص کے نزدیک نماز میں محمد رسول اللہ ﷺ کا خیال نہ ہو موجب شرک کہ
 وہ جب آئے گا عظمت کے ساتھ آئے گا واللہ اعظم کہ شریعت رب عرش اکرم میں نماز
 ہے ان کے خیال با عظمت و جلال کے ناقص ہے اس سے کہو کہ اپنے شریکوں کو جمع کرے
 در قہر والے عرش کے مالک سے لڑائی لے کہ تو نے کیوں یہی شریعت بھیجی جس نے نماز
 کی ہر دو رکعت پر التحیات واجب کی اور اس میں اسلام علیک ایہا النبی ورحمۃ
 اللہ وبرکاتہ اور اشہد ان محمد عبده ورسوله پڑھنا لازم کیا۔ مسلمانوں کی
 ان کے پڑھنے کا حکم محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف خیال کرے کا حکم نہ ہوا، بے شک ہوا،
 در واقعی ان کا خیال مسلمان کے دل میں جب آئے گا عظمت و جلال ہی کے ساتھ آئے
 گا کہ اس کا تصور اس کے پاک مبارک تصور کو، زم بین بالمعنی الاخص ہے اور عرض سلام تو
 خاص بغرض ذکر و اکرام ہی ہے تو یہاں نہ صرف ان کے بلکہ خاص نماز میں ان کے ذکر و
 تکریم کا حکم صریح ہے وکن المسفقین لا یعلمون۔ (کوکتہ الشہادۃ ص ۳۳)۔

اس حوالے سے درج ذیل باتیں خد ہوتی ہیں۔

(۱) نماز میں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آنا مازم، اور خیال عظمت اور تعظیم کے ساتھ ہی آئے گا۔

(۲) جو اس کو شرک کہتا ہے وہ اللہ سے لڑائی لینے والا ہے۔

(۳) منافقین کو اس کا علم نہیں (یعنی مازم میں خیال کے ساتھ تعظیم کا)۔

ب دوبارہ ملاحظہ کیجیے مولوی احمد رضا خان صاحب کی تحریر مبارک سے تعظیم قبر (صاحب قبر) کا ارادہ تو آپ ہی حرام (کلّیت مکاتیب رضا)۔

ہم مولوی احمد رضا خان کی اس تحریر کے حوالے کو کوکبہ الشہابیہ کے الفاظ میں دیکھتے ہیں، تو نتیجہ یہ نکلتا ہے:

- ۱۔ نماز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال احتیاط اور سدّ مہلّے وقت آئے گا۔
- ۲۔ جب خیال آئے گا تو تعظیم اور عظمت بھی آئے گی۔
- ۳۔ مولوی احمد رضا فرماتے ہیں۔ "نماز سے تعظیم قبر کا ارادہ حرام و ناجائز ہے" یعنی نماز سے صاحب قبر کی تعظیم کا ارادہ حرام ہے اور صاحب قبر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے۔

۴۔ مولوی احمد رضا خان کوکبہ الشہابیہ ہی میں فتویٰ لگاتے ہیں کہ اس طرح تعظیم کو شرک کہنے والا اللہ سے لڑائی ہے یہی فتویٰ ان پر خود لوقہ ہے ان الفاظ کے ساتھ کہ اس طرح تعظیم کو حرام کہنے والا اللہ سے لڑائی ہے۔

۵۔ اس حقیقت سے ناواقف منافق ہیں یہی فتویٰ احمد رضا پر، لونا پٹی وہ منافق ہے۔ اس کا جو جواب بریلوی میں ہے وہی جواب ہماری طرف سے بھی ہے۔

ایک دھوکہ اور اس کا جواب

بریلویوں سے ایک سوال صراطِ مستقیم کے حوالے سے کیا جاتا ہے کہ جب آپ لوگ اپنے گمان میں اس عبارت کو شاہ اسماعیل کی سمجھتے ہو اور گستاخی بھی کہتے ہو تو مولوی محمد رضا خان نے تکفیر کیوں نہ کی بلکہ ”نکحہ تاکیدوں کے ساتھ کہا کہ نہیں کافر نہ کہو۔ تمہید بیان میں ہے

”عامة متحدين نہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وهو الجواب وبه سفتی وعلیه الفتوی وهو المذهب وعلیه لاعتقاد وفيه السلامة و
 وبه السداد“ (تمہید مع حرم اخرین ۱۵۸، ۵۹)۔

بریلویوں کی طرف سے اس کا جواب عام طور پر یہ دیا جاتا ہے کہ لزوم کفر اور سے اور التزام کفر اور۔ کافر شرم کفر پر کہا جائے گا روم کفر پر نہیں ماحفظ فرمائیے (منکرہ جہنگ ص ۱۰۲، ۱۰۳) و تمہید یہاں۔

حقیقت حال

بریلوی حضرات کا یہ یک دھوکہ ہے اس دھوکے کی حقیقت ملاحظہ کیجیے۔ اصل میں کوکتہ اشبہیہ میں ستر جھوٹے الزامات شاہ اسماعیل پر لگائے گئے جن میں سے ایک صراطِ مستقیم کا بھی تھا۔ حسام لکھنؤ میں مولوی محمد رضا خان صاحب نے زور و شور سے اس بات کو لکھا کہ جو کافر کو کافر نہ کہے اور خود کافر (ص ۲۸ حرم اخرین) اور تمہید میں شاہ اسماعیل ”کو نکحہ تاکیدوں کے ساتھ لکھا کہ کافر نہ کہو، اب اگر صراطِ مستقیم عبارت میں گستاخی تھی تو محمد رضا خان کو کافر کہنا چاہیے تھا کیونکہ ان کے زعم میں یہ

عبارت شہہ اسمیں شہید کی ہے۔ مگر خن صاحب تو خود اپنے ہی فتوے کے ”جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے“ کی زد میں آگئے۔

بریلویوں نے اس کا حل یہ نکالا کہ لزوم کفر اور التزام کفر کی بحث الے سے چنانچہ تمہید میں اور دیگر جگہ لکھی کہ اقواں کا کلمہ کفر ہونا اور مات اور قتل کو کافر ماننا، یہ اور بات۔ مولوی شرف سیاحی صاحب کہتے ہیں۔

ایک سے لزوم کفر اور یہ سے سترم کفر فتویٰ کفر کا اس صورت میں دیا جاوے کہ جب یہ یہ تامل جائے کہ یہ عبارت نکلتے وار اور یہ عبارت ہو سے وار اس کفر پر مصلح ہوا اور باوجود اس سے اس پر اثر رہا اور اس سے رجوع اور توبہ نہیں کی اور جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس عبارت کا نکتہ وار اس کی قہرست اور مفاسد پر مصلح ہوا، تو احتیاط یہی ہے کہ عبارت کو کفر یہ کہا جائے مگر اس کے نکتہ وارے کو کافر نہ کہا جائے (مناظرہ جھنگ ص ۱۰۲، ۱۰۳)۔

یعنی لزوم کفر کی صورت میں کافر نہ کہا جائے گا۔

نوٹ لزوم در اللہ ام کی اس تریف سے ہم اہل السنۃ متفق نہیں اس کی تفصیل ان کی کتاب ”عبارت کا بر“ پر تنقید کا جائزہ میں دیکھیے۔

مولوی احمد رضا خاں بھر پنے فتوے کی زد میں

قارئین مگر سے کیا کہیے کہ خود مولوی احمد رضا نے شہہ اسمیں ”کو صرہ مستقیم کی عبارت کی وجہ سے کافر نہ کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں شہہ اسمیں شہید کو اپنے زعم میں نبی علیہ صلوٰۃ و سلام کی عظمت کو مٹانے اور گھٹانے وار ثابت کرتے ہوئے کو کتبہ الشہابیہ میں لکھتے ہیں۔

”اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت تو رفیع الدرجات و العرش جل و علا کی
مانی ہوئی ہے کسی کافر یا کسی کافر کے منے نہ ملے گی“ (ص ۳۳ کوکتہ الشہابیہ)۔

دوسری جگہ لکھ

اس خبیث مدینے جو ہمارے عزت والے رسوں دو جہاں کے بادشاہ عرش
بارگاہ عالم پنہ ﷺ کی نسبت یہ لٹی کلمات لکھتے انہوں نے ہمارے اسدی داؤں پر تیر و
خجر سے زیادہ کام کیا۔ پھر ہم اسے اپنے چچے کے سدی گروہ میں کیونکر داخل کر سکتے
ہیں (کوکتہ الشہابیہ ص ۳۲، ۳۳)۔

بلاشبہ جمہیر فقہائے کرام و اصحاب فتویٰ کا بروہام کی تصریحات واضحہ پر یہ
سب کے سب مرتد، کافر، باجماع ائمہ ان تمام کفریات ملعونہ سے بالصریح توبہ و رجوع
اور رسر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و واجب (کوکتہ الشہابیہ ص ۶۰)۔

قارئین! ذر سو لکھ پڑھنے کا فرض ہونا، یہ لزوم کفر کا حکم ہے یا التزام کفر کا؟
کسی کو سدی گروہ سے خارج لکھنا، لزوم کفر کا حکم ہے یا التزام کفر کا؟
کسی کو کافر لکھنا، لزوم کفر کا حکم ہے یا التزام کفر کا؟

حقیقت یہ ہے کہ کوکتہ الشہابیہ میں کئی جگہ شاہ ساعیل کو کافر لکھ کر تمہید ایمان
میں لکھا کہ ”نکھ تاکیدوں کے ساتھ کہ انہیں کافر نہ کہو یعنی وہ ہے تو کافر مگر میں اسے کافر
نہیں کہتا۔ نتیجہ کیا نکھ کہ حسام الحرمین میں بیان کرنا فتویٰ کہ ”جو کافر کو کافر نہ کہے وہ
خود کافر، احمد رضا کے وپر لگ گیا۔“ یہ لزوم کفر اور التزام کفر کی بحث محض دھوکہ دینے
کیلئے چھیڑتے ہیں۔ بریلویوں سے سوں ہے کہ صراط مستقیم میں اگر گتہ فی تحق تو تمہید
ایمان میں کافر کیوں کہا۔ اگر تم لزوم و التزام کا جواب دو تو عرض ہے گا دوبارہ کلمہ پڑھنا

اور اسلام کے گروہ میں داخل ہونا التزام کے حکم ہیں لزوم کے نہیں یہ دھوکہ کسی اور کو دوا

بریلوں سے چند سوالات

مولوی احمد رضا کی کلیات مکتب کی عمارت میں تذکرہ ہے کہ خانہ کعبہ کی تعظیم کیسے نماز پڑھنا حرام ہے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب کے لفظ (مندرجہ کو کتبہ الشہید و دیگر رسائل) ہی میں بریلوں سے چند سوال ہیں۔

- ۱۔ کیا کعبہ اللہ کے سامنے جب سجدہ کھڑ ہوگا تو کیا تعظیم نہیں آئے گی؟
- ۲۔ کیا روضہ قدس کے سامنے جب کھڑا ہو کر نماز پڑھے گا تو کیا تعظیم نہیں آئے گی؟
- ۳۔ وہ آیات مبارکہ جن میں کعبہ اللہ کا ذکر ہے پڑھتے ہوئے نہری کا دھیان کعبہ اللہ کی طرف نہیں جائے گا اور بقول غلام صبر الدین سیاحی کے اتفاق میں ”دھیان یا تو تعظیم کے ساتھ جائے گا یا تو جن کے ساتھ۔ تو جن کے ساتھ تو کفر سے اور تعظیم کے ساتھ جائے“ تو مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں، ”نماز حرام ہے۔“

- ۴۔ وہ آیات جن میں انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے نمازی نماز میں پڑھے گا تو دھیان تعظیم کے ساتھ جانے کی صورت میں اس کی نماز کا حکم مولوی احمد رضا خان کی عبارت کی روشنی میں جو ب دیں۔

- ۵۔ نمازی درود شریف پڑھے گا تو تعظیم آئے گی اس کی نماز کا کیا حکم ہوا مولوی احمد رضا خان کی اس عبارت کی روشنی میں جواب دیں۔

ان تمام سوالوں کا جو جواب آپ دیں گے وہی جو ب ہماری طرف سے صراط مستقیم پر کیے گئے اعتراضات کا سمجھ لیں۔

۱۱۔ سرائی حوالہ

بریلویوں کے ماہر رضویات پروفیسر مسعود کے والد مفتی مظہر اللہ دہلوی لکھتے ہیں
 ”شُرک کے یوں تو بہت سے ذرائع ہیں لیکن مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں
 ”کسی خاص شخص کی بزرگی اور عظمت کا اتنا قوی حساس کہ اس کو خدا سے
 نفی کر دے۔“ (مظہر العقائد ص ۳۲)۔

قارئین! اہمیت کے عمل میں یہ قوی احساس اپنی انتہا پر ہوتا ہے اور تعظیم بھی
 مقصود ہوتی ہے۔ اس حوالے سے بھی صراطِ مستقیم کی تائید ہوگئی۔

تیسرا حوالہ

بریلویوں کے مفتی احمد یار عیسیٰ لکھتے ہیں
 ”شیخ کا تصور نماز میں عدا نہ لائیے کہ خشوع کے خلاف ہے بد مقصد آجانے
 پر پکڑ نہیں (رسائل نعییہ ص ۳۳۵)۔

اہمیت کے عمل میں بھی عدا یا شیخ یا کسی اور قابل احترام شخصیت کا تصور مقصود کے
 درجے میں لایا جاتا ہے اور تعظیم بھی مقصود ہوتی ہے۔ اس حوالے سے بھی صراطِ مستقیم
 کے مضمون کی تائید ہوگئی۔ ماقی ہم کہتے ہیں کہ جو عدا اس حوالے میں شیخ کے حوالے
 سے ذکر کی گئی وہ قاعدہ الصلوٰۃ و السلام کے حوالے سے بھی ہے جیسا کہ مولوی احمد یار
 کے حوالے سے اوپر گزر چکا۔

چوتھا حوالہ

نماز میں غیر اللہ کی تعظیم جو مقصود ہو تو آئیے ایک اور حوالہ مولوی محمد رضا خاں کے حوالے سے ملاحظہ کیجیے:

”اگر خاص کسی شخص کی خاطر اپنے کسی خاص مددہ یا خوشام (تعظیم) کیئے منظور ہو تو یک تسبیح کی قدر بڑھانے کی بھی ہرگز اجازت نہیں بلکہ ہمارے امام اعظم نے فرمایا کہ یہ وحشی علیہ من امر عظیم یعنی اس پر شرک کا اندیشہ ہے کہ نماز میں اتنا عمل غیہ خدا کیلئے کیا“ (حکام شریعت جلد ۲ ص ۱)۔

قارئین! ذرا غور فرمائیے کہ نماز میں ایک تسبیح غیر اللہ کیلئے ہو تو شرک ہے اور اگر کوئی پورا ”ہمت“ کا عمل تعظیم غیر اللہ کیلئے کرے وہ شرک کی طرف نہ لے جائے گا؟؟؟

پانچواں حوالہ

بریلوی مام اشرف سیاحی عربی عبارت نقل کرتے ہیں:

من اتحد مسجداً فی جوار صالح اور صبی فی مقبرۃ

لا التعظیم لہ و لتوجہ نحوه فلا حرج علیہ

جس نے نیک آدمی کی پڑوس میں مسجد بنائی یا اس کے مقبرے میں نماز پڑھی نہ کہ اس کی تعظیم اور متوجہ ہوتے ہوئے اس میں کوئی حرج نہیں۔

گلشن توحید و رسالت ص ۲۸۰

یعنی اگر نماز میں تعظیم مقصود ہو تو ناجائز ہے ورنہ اگر تعظیم مقصود نہ ہو تو نماز

ست ہے۔ پتہ چل کہ صراط مستقیم میں جو کچھ تھا اس کی کی تائید اشرف سیاحی کے
جواب سے بھی ہوئی کہ نماز میں جب تعظیم غیر اللہ مقصود ہو تو نماز جائز نہیں۔

پھٹا حوالہ

صاحبزادہ عمر بیر بوی لکھتے ہیں کہ توحید کا سب سے بڑا ظہور نماز میں ہے
(توحید ص ۱۵۴)

اس لیے ہم بل سنت نماز میں ہمت کے عمل سے منع کرتے ہیں۔

دوسرے جواب کا خلاصہ

(۱) صراط مستقیم کی عبارت معترضہ میں ”ہمت“ کا ذکر ہے جو یک خاص عمل ہے
اس کا ترجمہ ”خیال کرنا“ یا ”مطلق متوجہ ہونا“ درست نہیں۔

(۲) ہمت کے دوسرے معنی یعنی ”کسی سے فائدے کے حصول کیسے قوت واہمہ کو
مرکز کرنا یا اس طور کہ غیر کی تعظیم مقصود ہو، حالت نماز میں درست نہیں اور مضطرب
اشرک ہے کیونکہ نماز میں انبیائے کرام علیہم السلام کی تعظیم مقصودی طور پر کرنا در مقصودی
طور پر متوجہ ہونا حالت نماز میں محدثین کی تصریحات کے مطابق شرک اور ناجائز ہے
جس کا ثبوت خود بریلوی کتب سے دے دیا گیا۔

(۳) پتا چلا کہ نماز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسب موقع خیال کرنا اور متوجہ ہونا
(غوی) بھی درست ہے جیسے درود شریف پڑھتے ہوئے، اور صراط مستقیم کی اس عبارت
میں قطعاً اس کو منع نہیں کیا گیا کہ مطلق خیال بھی نہ کرے۔

(۴) صراط مستقیم کی عبارت میں دو چیزیں ذکر ہیں۔ ایک ہمت کا عمل اور دوسرا

غیر اللہ کی تعظیم۔ جو مقصود و ملحوظ ہو۔ سید احمد شہیدؒ لکھتے ہیں
 ”ہمت کا عمل شیخ یا س کی مثل معزز ہستیوں کی جانب“

اور لکھتے ہیں

”یہ تعظیم اور بزرگی جو مقصود و ملحوظ ہوتی ہے شرک کی طرف لے جاتی ہے۔“

یہاں صاف وضاحت سے لکھا ہے کہ شرک کی طرف لے جانی والی چیز وہ تعظیم
 غیر اللہ ہے جو ہمارے مقصود کے درجے میں ہو خیر یا شر خیال کرنے مطلق متوجہ ہونے یا
 مطلق تعظیم کرنے یا کرنے (جو ہمارے مقصود نہ ہو) کو کہیں بھی غلط نہیں سمجھا۔

باقی بریویوں کی حاشیہ رائی ہے بقول بریوی مناظر اشرف سیالوی کے
 ”عبارت میں یہ لفظ نظر جائیں تو ہم ابھی لکھ کر دینے کو تیار ہیں کہ نبیوں نے کفر کا
 ارتکاب کیا اور اگر یہ الحاد نہیں بلکہ یہ تمہاری حاشیہ رائی ہے تو تمہاری حاشیہ رائی یا
 تمہاری کسی غلطی کے مفتی صاحب جو بد نہیں ہو سکتے“ (ص ۵۵ مناظرہ جہنم)۔

صراط مستقیم پر اعتراض کا تیسرا جواب

یہ تیسرا جواب فاتح بریویت شارح حدیث و علی عظیم حضرت مولانا منظور نعمانی
 ”کا ہے۔ اس جواب کی بنیاد بھی وہی ہے جو پہلے دو جوابوں کی ہے۔ جی مولانا
 فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں ”ہمت“ کا لفظ جو استعمال ہو ہے یہ خاص اس حدیث
 ہے۔ ہمت کی تعریف مولانا منظور نعمانیؒ نے شاہ ولی اللہ کی بقول انھیں کے حوالے
 سے نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ اس عبارت میں ہمت کی ایک خاص صورت شغل ہرزخ
 مرد ہے نہ کہ مطلق خیال کرنا یا خیال آنا۔ مولانا کا مسمون انہی کے لفظ میں مختصر

غل کیا جا رہا ہے مولانا معنی لکھتے ہیں

بہر حال اس عبارت سے ظاہر ہے کہ صراط مستقیم کا دوسرا دتیرا باب مولانا عبدالحی کا لکھا ہوا ہے اور واضح رہے کہ جس عبارت پر مذکورہ صدر بہتان کی بنیاد ہے وہ باب دوم ہی کی عبارت ہے۔ لیکن ان مغتریوں کی شہید و شہنی ملاحظہ ہو کہ یہ کبھی اس بہتان بندی کے موقع پر حضرت سید صاحب یا مولانا عبدالحی کا نام بھی نہیں دیتے بلکہ ساری غلطیت بے گناہ شہید پر اچھستے ہیں۔

وَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

تیسری بات قابل ملاحظہ یہ ہے کہ "صراط مستقیم" کا اصل موضوع "تصوف" اور تزکیہ نفس ہے اور عام طور پر اس میں صوفیاء کرم کی اصطلاحات ہیں اور بالخصوص قطب المکاشفین عرف سیدنا حضرت شاہ ولی اللہ کی اصطلاحات کے مطابق کام کیا گیا جب کہ اس کے سچے ۴ پر اس کی بھی تحریر موجود ہے۔

"ہمت صوفیائے کرام ان ایک خاص اصطلاح ہے جس کا مطلب ہوتا ہے کہ در کو تمام حیات و خطرات سے خن کر کے کسی ایک طرف لگا دیتا۔ اس طرح کہ انتہائی پیاس کے وقت پیاسے کو بس پانی ہی کی طلب ہوتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس روحہ "اقول الجہیں" میں فرماتے ہیں۔

"لهمة عبادة عن اجتماع الخاطر و تاكده لمرئمة بصورة
لشمى والطلب بحيث لا يحظر في القلب حاضر سوى هذا
المراد كطلب الماء للعطشان.

ہمت کے معنی میں جانت اور طالب کی شکل میں کسی در کو یکسو اور قصد

کو مضبوط کرنا اور اس طرز پر کہ اس وقت دس میں سوائے اس مطلوب کے کسی اور کا خطرہ بھی نہ آئے جس طرح کہ پیاسے کو سخت پیاس کے وقت بس پانی ہی کی طلب ہوتی ہے۔" (قول الجلیل، ص ۹۵)۔

کبھی اسی ہمت کا حلق (استفادہ باطنی کے لئے) اپنے شیخ طریقت یا رسول اللہ ﷺ سے کر دیا جاتا ہے اور اس وقت دل کو تمام اچھے برے خیالات سے خالی کر کے اسی طرح متوجہ کیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس وقت دل میں اللہ تعالیٰ کا حیل بھی نہیں ہوتا اور اسی کا نام صوفیہ کی خاص اصطلاح میں "شغل ربط" بھی ہے شاد ولی اللہ قدس اللہ روحہ، اس کے بیان میں فرماتے ہیں کہ اگر شیخ سامنے ہو تو یہ کرے۔

فإذا صحبه حلّی نغمه عن كل شيء لا محبة و يظفر لما
بعض منه وبعض عيبه الشيع فارا ف ص شي فليتبعه
بمجامع قلبه و يحافظ عليه و ادعاب الشيخ عنه يحيل
صورته بيس عيبه بوصف المحبة و التعظيم ففیه صورته
ماتقید محبتہ (القول الجلیل)۔

اپنے دل کو سوائے محبت شیخ کے ہر چیز سے خالی کرے اور اس کی طرف توجہ فیض کا منتظر رہے اور اپنی آنکھوں کو بند کرے یا آنکھوں سے اور شہ کی آنکھوں کے چچ میں غمگی گائے رہے۔ پھر جب شیخ کی طرف سے کچھ فیض آئے تو پوری حمیت قلب سے اس کے پیچھے پڑ جائے اور اس کی محفلت کرے اور اگر مرشد اس وقت موجود نہ ہو تو اس کی صورت کو محبت و عظمت کے ساتھ اپنی آنکھوں کے سامنے خیال کرے۔ پس اس کی یہ حیل صورت و فیض پہنچائے گا جو اس کی ہمت پہنچائے گا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ شغل رابطہ کے
 س کو تمام خیالات سے خالی اور یکسو کر کے اپنی توجہ کو صرف اسی طرف
 دیا جائے جس سے ربط مقصود ہو مثلاً اگر اپنے مرشد سے استفادہ مقصود ہے تو
 اسی سے ملنا چاہئے اور اگر رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے ربط مقصود
 ہے تو سب سے پہلے کو مرکز توجہ بنائے اور اس وقت کسی دوسرے خیال کی دیر میں
 نہ رہے جو حتیٰ کہ جنت، دوزخ، عرشی، کرسی، لوح، قلم، مداد، نہ اور حتیٰ کہ خود
 نہ بل مجاہدہ کی طرف بھی اس وقت دھیان نہ ہو۔

اور اسی کی ایک سخی اور بھٹی شکل وہ ہے جس کو ”شغل برزخ“ کہتے ہیں
 اس کی حقیقت خود ”صراط مستقیم“ میں یہ ہیں کی گئی ہے کہ

”تصویر شغل مذکورہ میں است کہ برائے دفع حظرات و جمعیت ہمت
 صورت شیخ کہ یلغی۔ تعیین و تشخیص در خیال حاضر می کنند و
 خود با ادب و تعظیم تمام ہمگی ہمت خود متوجہ ہاں صورت می شوند کہ وہ
 با آداب و تعظیم بسیار و بروئے شیخ نشستہ اند و در ہاں سو متوجہ می
 سازند“ (صراط مستقیم صفحہ ۱۸۸)۔

”شغل برزخ“ کی صورت یہ ہے کہ حظرات کے دفع کرنے، رکال
 یکسوئی پیدا کرنے کے سے شیخ کی صورت کو پوری تعیین و تشخیص کے
 ساتھ اپنے خیال میں حاضر کرتے ہیں اور رکال ادب و تعظیم کے ساتھ
 اپنی ساری توجہ اس صورت کی طرف مہذوں کر دیتے ہیں اور یہ شغل
 ہو جاتی ہے کہ گویا بڑے ادب اور بہت زیادہ تعظیم سے خود شیخ کے
 سامنے بیٹھے ہیں اور دل کو بالکل اس طرف ہی متوجہ کر دیتے ہیں۔

اس کے بعد صراطِ مستقیم میں اس شغل کی قباحتیں دکھائی گئیں لیکن چونکہ وقت ہم کو اس کے جو زعمِ جوار سے محض نہیں ہے، اس لئے ہم یہاں اس حصہ کو نہ مذکر کرتے ہیں۔ اس وقت تو ہم کو صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اس شغل کی یہ حقیت ہے اور صوفیاء کے بعض طریقوں میں اس پر عمل در آمد بھی ہوتا ہے۔

مگر واضح رہے کہ جن صولیوں میں اس کا رواج ہے ان کے نزدیک بھی اس محلِ نماز نہیں بلکہ اس قسم کے دیگر شغل کی طرح یہ شغل بھی اس سے یہاں نماز دوسرے وظائف وجہ سے فارغِ اوقات میں کیا جاتا ہے۔

ان تمام متدہات کو ذہن نشین کر لینے کے بعد سنئے کہ صراطِ مستقیم میں اسی شغلِ رابطہ اور شغلِ برزخ کے متعلق کہا گیا ہے کہ نماز میں یہ شغل کرنا اس سے مدتر ہے کہ انسان کو دوسری دنیوی چیزوں سے وساوس آئیں اور وہ اس میں مستغرق ہو جائے۔ کیونکہ اول تو یہ وساوس قصدی و اختیار نہیں ہوتے۔ پھر یہ کہ انسان کو اس سے کوئی دیکھ نہیں ہوتی بلکہ وہ اس میں اتنی غفلت ہوتی ہے _____ اور یہ وجہ ہے کہ جب نماز کو نتیجہ ہو جاتا ہے تو وہ فوراً وساوس کو دل سے نکال دیتا ہے۔ بخلاف اس شغلِ رابطہ اور شغلِ برزخ کے کہ اس میں ہر مقصدِ توجہ کو ہر طرف سے (حتیٰ کہ اللہ کی طرف سے بھی) ہٹ کر اپنے شیخ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی متوجہ کرنا ہوتا ہے بلکہ یہ تصورِ باندھا جاتا ہے کہ گویا وہ اس وقت ہماری سنگھوں کے سامنے ہیں اور ہم اُن کے حضور میں ہر ادب و تقسیم حاضرین اور ظاہر ہے کہ اس قسم کا تصور مقصدِ نماز کے بالکل ہی خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے -

اَلْاِحْسَانُ اَنْ يُّعْبَدَ اللّٰهُ كَمَا يَكُنُ سِرًّا

عبادت کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ تم اس طرح متوجہ ہو کہ خدا کی عبادت کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔

نیز جب نمازی حالت نماز میں اپنے مرشد یا رسول اللہ ﷺ کی طرف اس طرح متوجہ ہوگا تو ظاہر ہے کہ اُس کے دل میں ان کی پوری عظمت اور محبت بھی ہوگی تو نہ کو اس شغل سے غیر معصوم دلچسپی بھی ہوگی اور اس صورت میں یہ توقع نہیں کہ اس کو اپنی غلط روی کا حس نہ ہو جائے اور وہ اپنی توجہ کو حق تعالیٰ کی طرف منعطف کر دے عرض اس وجہ سے نماز میں ”یہ شغل رابطہ“ و ”شغل بر رخ“ بہ نسبت دنیاوی وسوس کے زیادہ برا ہے۔

بہر حال ”صراطِ مستقیم میں رسول اللہ ﷺ کے خیال مبارک آنے یا حسب موقع اُس کے نہ کو مستریا منافی نماز نہیں بتدیا گیا ہے بلکہ کسی مذکور بالا ”شغل بر رخ“ کو جس کا دوسرا نام صرف ”ہمت“ بھی ہے جو جوہر مذکورہ وسوسوں و نیوہ سے زیادہ منفرد کہا گیا ہے۔

اسیے بغیر اس ”صرف ہمت“ کے اللہ کے خاص مخلص بندوں کو حالت نماز ہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مدد ملے یا روحِ صالحین کا انکشاف ہو جاتا ہے اس کو ہی صراطِ مستقیم میں یہ تعالیٰ کا خاص انعام اور کمال نماز کا ثمرہ بتدیا گیا ہے۔

لیکن اگر بغیر اس ”صرف ہمت“ کے رسول اللہ ﷺ کا خیال مبارک آئے یا حسب موقع نہ آجائے تو ہرگز اُس کا یہ حکم نہیں بلکہ ”حق تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق ہی کسی خاص حقیقت کا فیضان ہو یا بعنائیت الہی آپ کی روح پاک یا دیگر نبیاء عظیمہ سا یا دلیئے تراہ کی روح مقدسہ یا مددگاہ سے مددقات ہو تو وہ بھی ”صراطِ مستقیم“ کی مذکورہ بالا تشریح کے متفق خدا کا خاص خاص عہد اور نماز کی مقبولیت کا نشان ہے۔

پس کسی قدر مغتری اور کذب ہیں وہ لوگ جو "صراط مستقیم" کی ان عبارات کے متعلق کہتے ہیں کہ (معد القدر) میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال نے کو نیل اور گدھے وغیرہ سے بدتر کہا گیا ہے۔ انصاف! انصاف! بے اہل

انصاف!! انصاف!! الحساب يوم الحساب والله شديد العقاب

تلخیص از (شاہ اسماعیل اور معاندین، اہل بدعت کے اعتراضات) یہاں تک مورا تا منظور نعمانی کا جواب مختصر مکمل ہوا۔ (ص ۵ تا ص ۳۴)۔

چوتھا باب

صراط مستقیم پر اعتراضات کے جوابات

قارئین کرام! اس باب میں ان اعتراضات کا مرحلہ وار جواب دیا جائے گا جو پہلے باب میں ذکر کیے گئے تھے۔

پہلا اعتراض

صراط مستقیم میں نبی علیہ سلام کے خیال آنے کو گمراہی کے خیال آنے سے بدتر کہا گیا ہے۔

جواب۔ ما قبل میں تینوں جوابات سے یہ بات روز روشن کی طرف واضح ہو چکی ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت میں خیال آنے، خیال کرنے کا سرے سے ذکر ہی نہیں۔

اس میں تو یک خاص عمل "ہمت" کا ذکر ہے جس کے تین معنی کے حامل سے، ما قبل میں تین جواب گزر چکے ہیں جو بریلوی کہتے ہیں کہ صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ خیال آنا یا کرنا برا ہے گمراہی کے خیال سے تو اس سے آپ ہر روز مطالبہ کریں کہ اس فارسی عبارت کے حوالے سے ثابت کرو کہ ہمت کی تعریف خیال آنا، خیال کرنا ہے۔ سید احمد شہیدؒ نے تو اس عبارت سے ما قبل واضح ذکر کیا ہے کہ حالت نماز میں ارواح کا کشف جن میں نبی علیہ اسلام کی زیارت بھی ہے، اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ ظاہری بات ہے جسے کشفاً زیارت ہوگی وہ متوجہ بھی ہوگا، خیال بھی آئے گا اور تعظیم بھی کرے گا۔ مگر سید احمد شہیدؒ اسے اللہ کا انعام کہہ رہے ہیں۔

صراط مستقیم (فارسی) ص ۸۵ پر ہے۔

اور اس نوح و کشف مذکورین پس از قبیل خلعت ہلے
ہے و خمرہ است کہ ہمدردان مستغرق حضور حق
بسیب و دور عنایت ہمارا بال می نوازند پس در حق
ایشان کمالی است کہ در موطن مثال مجسم گردید و ساز
ایشان عبد و تیمست کہ شرہ اش بنظر رسیدہ۔

بہر حال خود بخود مسائل کا دل میں آجانا اور ارواح اور فرشتوں کا
کشف و فائزہ ضعتوں میں سے ہے جو حضور حق میں مستغرق
باخص و گوں کو نہایت مہربانیوں کی وجہ سے عطا ہو کرتے ہیں پس
یہ ان کے حق میں ایسا کما ہے کہ مثال کے موقعہ پر مجسم ہو گیا ہے
ان کی نماز ایسی عبادت ہے کہ اس کا شرہ آنکھوں کے سامنے آ گیا
ہے (صراط مستقیم اردو ص ۱۱۸)۔

یہ صاف وضاحت ہے کہ کشف ارواح (انبیاء و عہاء و صلحاء) انعم ہے اور
یقینی بات ہے کہ جسے زیارت ہوگی وہ متوجہ بھی ہوگا اور خیال بھی آئے گا۔ اور یقیناً جو
آقا علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا، اس کے دل میں تعلیم بھی آئے گی اور تعظیم
کرے گا۔ پتہ چلا کہ یہ سب امور سید احمد شہیدؒ کے نزدیک درست ہیں۔ ناجائز وہ
تعظیم ہے جو نماز میں مقصود ہو اور سید احمد شہیدؒ نے اسی لیے ہمت کے عمل کو نماز میں نا
درست کہا۔

۱۔ اور تیسرا اعتراض

حالت نماز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور تعظیم بھی کرتے تھے حالانکہ ان مور کو صراط مستقیم میں شرک کہا گیا۔
اب ان دونوں اعتراضوں کا جواب پانچویں باب میں آ رہا ہے وہاں مدخلہ کریں۔

۲۔ تیسرا اعتراض

نہری جب درود شریف، وروہ آیت جن میں تقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
آ رہا ہے، نہری میں پڑھے گا تو دھیان تو آئے گا۔ حالانکہ اسے شرک کہا گیا۔

اب خیال کرنے کی مذمت، یاد دہیں کرنے، خیال کرنے متوجہ ہونے (غوی) کی
ت، صراط مستقیم میں کہیں نہیں کی، اس کی وضاحت پیچھے باب نمبر 3 میں اور
تراض نمبر 1 کے جواب کے تحت گزر چکی ہے۔

۳۔ چواں اعتراض

اس عبارت میں کھلی گستاخی ہے۔

اب اگر گستاخی ہے تو خان صاحب نے کافر کیوں نہیں کہا لڑوہ و التزام کا دھوکہ
کی اور کو دیں۔ خاں صاحب نے کو کتبہ الشہابیہ میں کلمہ دوبارہ پڑھنے کو فرض و واجب
ملا یہ لڑوہ کا حکم ہے یا التزام کا۔ پھر تمہید ایمان میں آٹھ تاکیدوں کے ساتھ کہا کہ شاہ
دہل کو کافر نہ کہو۔ نیز اگر اس عبارت میں گستاخی ہے تو برائے مہربانی اپنے حان
صاحب پر بھی فتویٰ لگائیں جو وہ نماز سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کے ارادے کو

حرام لکھ رہے ہیں۔ جو آپ اس کا جواب دیں گے وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔

چھٹا اعتراض

ان کے نزدیک نبی علیہ السلام کا خلیفہ آنے سے نفوذ باللہ نماز ٹوٹ جاتی ہے
جواب یہ بات کسی نے بھی نہیں کہی۔ بریلویوں کا بہتان ہے جس کیلئے قیامت کے
دن جوابدہ ہوں گے۔

ساتواں اعتراض

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کے ساتھ گدھے کا ذکر کرے تو مین کی گئی۔
جواب کسی بات کو سمجھانے کیلئے کسی عظیم نام کے ساتھ حقیر شے کا ذکر یہ وہ اسلوب
ہے جو ہمیں کئی جگہ ملتا ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے

اتحدوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح بن مریم (مورہ توبہ)۔
مٹھریا انہوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو مالک (رب) اپنا اللہ کے
علاوہ اور مسیح بن مریم کو۔

ذرا دیکھیے کہ اس آیت مبارکہ میں یہود و نصاریٰ کے عام مولویوں اور
درویشوں کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا
ہے کہ جو درجہ ان کے مولویوں کا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کی توہین کر دی؟ سے جواب دیا جائے گا یہاں حکم بیان کرنا مقصود ہے کہ انہوں
نے رب اپنے ہم کو بنایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی رب بنایا۔

مفتی شریف میں حدیث مبارکہ ہے کہ :

ان قلوب بی آدم کلها بین اصبعین من اصابع الرحمن کقلب واحد
کہ سب بنی آدم کے دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں
ایک قلب کی طرح (مفتی شریف، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر حدیث
نمبر ۸۹)۔

مذہبی قارئین کلہا کی تشریح میں فرماتے ہیں
یشمل الایسا والاولیاء والصحرة والكفرة من الاشقیاء (مرقۃ جلد
۱، ص ۱۶۰)۔

مثلاً ہے انبیاء و اولیاء اور گناہ گاروں اور بد بخت کافروں کو۔
اب دیکھیں یہاں اولیاء کے ساتھ کافروں کا ذکر ہے تو کیا اولیاء کی توہین ہوگئی۔
شیخ عبدالقدوس گنگوہی مکتوب نمبر ۴۳، ص ۲۷۸ پر لکھتے ہیں

لقد خلقنا الانسان فی کبد این جا اولیاء النبیاء خواص و عوام برابر الدل
بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا، اس جگہ اولیاء انبیاء، خواص و عوام
سب برابر ہیں۔

دیکھیں یہاں بھی خواص کے ساتھ عوام کا ذکر ہے تو کیا خواص کی توہین ہوگئی۔

الزامی جواب

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں :

بحوالہ شاہ اسماعیل دہلوی از عدمہ خادمہ محمودہ ظلہ

عصائے موسوی سرنپ کی شکل ہو کر سب کچھ نکل گیا تھا ایسے ہی ہمارے حضور
نوری بشر ہیں (مراۃ النجیح ص ۲۱۳)۔

سورہ مؤمنون کی آیت ۹۷ کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

”رب دعا ہے قل میں حضور ﷺ کی زبان مبارک کی طرف اشارہ ہے جنہی
اسے محبوب دعا ہمارے بتائی ہوئی ہو اور زبان تمہاری ہو کا توں رائغ سے پوری مار کرتا
ہے“ (نور العرفان ص ۵۵۵)۔ یہاں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک
کے ساتھ کا توں کا ذکر اور تشبیہ ہے۔ کیا یہ تو جین نہیں؟ بریلوی جید عالم شہزاد مجددی
لکھتے ہیں ”حضرت بو حسن سوری نے ایک شخص کو اذن دیتے نہ تو فرمایا خدا تجھے نیزہ
مارے اور موت کا زہر دے اور یہ کہتے کو بھونکتے ہوئے نہ تو لبیک کہہ (شرف ملت
نمبر ص ۱۳۹)۔ یہاں بھی اذان کا ذکر ہے، کتے کے بھونکنے کے ساتھ کیا اس میں
تو جین نہیں ہے۔

مفتی احمد یار نعیمی، جنہیں بریلوی مسلک میں ”حکیم امامت“ لکھا جاتا ہے

دوسری جگہ لکھتے ہیں

رب کی مرضی یہ تھی کہ سور کا گوشت میں حرام کروں اور اس کے باقی اجزا
میرے جیب فرمائیں جیسے اس نے صرف سور کو حرام کیا باقی کتابا وغیرہ اس کے جیب
نے (ص ۴۰ نور العرفان)۔

اس حوے میں پیارے ”قا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کے ساتھ جن
خلوقات کا ذکر کیا گیا ہے اور تقابل کیا گیا ہے بریلویوں کو کیا اس میں تو جین، برگستانی
نظر نہیں آ رہی؟ اس حوے کے لحاظ سے خاص طور پر اشرف سیالوی عدم نصیر الدین

یہ وی اور حنیف قریشی کو دعوت دوں گا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے جو اعتراض صراطِ مستقیم پر کرتے ہو، یہاں تمہاری زبانیں کیوں خاموش ہیں؟ (دیکھیے پہلا باب اس کتاب میں)۔

حالانکہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم میں مانے پر اعتراض کیا تھا نہ کہ لفظوں میں ساتھ ذکر ہونے پر۔ خود اشرف سیالوی کے منہ سے منظرہ جھنگ میں حکم میں مانے کے الفاظ نکلے ہیں۔ دیکھیے منظرہ جھنگ۔

آپ کے فیض احمد ویسی نے لکھا ہے کہ گھٹیا شی کے ساتھ نسبت دینا گستاخی ہے۔ فیض احمد اویسی کا یہ فتویٰ مفتی حمید یار نعیمی پر بطریقِ اولیٰ ملتا ہے دیکھیے فیض احمد اویسی کا رسالہ ”گستاخی کیا ہے“۔

حنیف قریشی صاحب فرماتے ہیں ”جانوروں کے ساتھ کسی جنس کا ذکر کیا جائے تو اس جنس کی توہین ہے“۔ گستاخ کون از حنیف قریشی۔ کیا یہ فتویٰ مفتی احمد یار نعیمی پر نہیں ملتا۔

آنٹھواں اعتراض

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گدھے کا تقابل کر کے توہین کی گئی ہے جواب کسی بھی شے کا تقابل جب دوسری شے کے ساتھ کیا جائے تو دنیا کے کس ”عقل مند“ نے کہا کہ دونوں اشیاء کا درجہ ایک ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص دوسرے کو مسئلہ بتائے کہ مدینہ منورہ کی عمدہ کھجور رمضان المبارک کے روزے کی صورت میں کھانے سے کفارہ آئے گا اور تنکا کھ پینے سے نفا۔

سید احمد شہیدؒ کے الفاظ کے مفہوم میں اگر اسے کہا جائے کہ رمضان کے روزے میں مدینہ منورہ کی کھجور کھانا زیادہ باعث سزا ہے نسبت تنگے کے۔ اب وہ شہر بجائے کہ مدینہ منورہ کی کھجور کی توہین کر دی تو جواب دیا جائے گا کہ توہین نہیں کی۔ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے روزہ کو اگر توڑا جائے عمدہ خوراک سے تو کفارہ اور قضا لازم ہے اور اگر ایسی شے سے توڑا جائے جو غذا کے طور پر نہ کھائی جاتی ہو تو صرف قصہ۔ تو زیادہ سر، کھجور کے عمدہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

دوسری مثال

منافراہل سنت مولانا منیر اختر صاحب دیا کرتے ہیں کہ لوگو! اگر تمہارے گھر میں گدھا آجائے تو تمہاری مستورات پردہ نہیں کر سکیں گی اور اگر کوئی مولوی صاحب گھر میں داخل ہو جائیں تو عورتیں منہ چھپالیں گی۔ کیا مولوی صاحب گدھے سے برے ہیں؟

تیسری مثال

فقہ کی کتابوں میں مسئلہ لکھا ہو ہے کہ کسی آدمی کا نمازی کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا بطور سترہ کے مکروہ ہے۔ (رد المحتار، ہدایہ جلد ۱)۔ اور ڈنڈا رکھنا جائز ہے۔ کیا آدمی ڈنڈے سے برا ہے؟

چوتھی مثال

ایک آدمی اپنی بیوی سے یہ کہے کہ تیری پیٹھ گدھے کی طرح ہے تو بیوی حرام نہیں ہوتی (دیکھیے ہد یہ جلد ۲)۔ اور اگر کہے کہ تیری پیٹھ میری ماں کی طرح ہے تو حرام

جاتی ہے اور ظہار کا کفارہ ادا کر کے حلال ہوگی (فتاویٰ عالمگیری، رد المحتار، حذایہ جلد ۱۰)۔ کیا ماں گدھے سے بدتر ہے؟

پانچویں مثل

نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ نوریہ، فتاویٰ شریعہ، فتاویٰ عالمگیری) اور اگر عورت کی شرم گاہ پر نگاہ پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی (فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ شامیہ)۔

؟

کیا قرآن

نواں اعتراض

مثار دینے کے لیے کیا گدھا ہی رہ گیا تھا؟

جواب: یہاں گاؤں سے مراد اللہ کا غیر ہے چنانچہ سید احمد شہید صراطِ مستقیم ہی میں فرماتے ہیں۔

گاو فرتمیش، ست ہر چہ سوے حضور حق است گاؤ باشد یا خر، قیل باشد یا شتر
گاو فرتمیش ہے جو بھی، سوائے حضرت حق بہ خواہ قیل ہو یا گدھا ہاتھی ہو یا اونٹ۔

الزامی جواب

بیر کرم شاہ صاحب جو بریلوی مسلک کے عالم ہیں لکھتے ہیں
حقیقت واضح کرنے سے پہلے اگر کسی حقیر ترین سے مثار دی جائے تو یہ حریت

خداوندی ہے (ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۴۲)۔

دوسرا حوالہ مذکورہ فرمائیں تفسیر حسناں جو بریلوی مسلک کی مشہور تفسیر ہے میں لکھا ہے مثال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بات جس کی مثال دی گئی ہے خوب واضح کر کے ذہن نشین کر دی جائے تاکہ مطلب اس مثال سے پورا ہو سکے وہ مثال سب سے اچھی کہلائے گی خواہ وہ چیز جو مثال میں پیش کی گئی ہے کیسی ہی معمولی ہو (تفسیر احسان ص ۱۶۲ جلد ۱)۔

دسواں اعتراض

صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی تصنیف ہے نہ کہ سید احمد شہیدؒ کی۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ نے اسے شاہ اسماعیل کی تصنیف کہا ہے۔

جواب اس کتابچے کے دوسرے باب میں یہ بات گزر چکی ہے کہ صراط مستقیم کا مقدمہ، پہلا باب اور چوتھا باب شاہ اسماعیل نے جمع کیا اور دوسرے تیسرے مولانا عبدالحی بڑھائی نے۔ چونکہ شاہ اسماعیل سبب بنے تھے اس ترتیب دینے اور پہلا باب اور چوتھا باب سید احمد شہیدؒ سے منسوب کر رہے تھے اس لیے جن حضرات نے صراط مستقیم کو شاہ اسماعیل کی طرف منسوب کیا، اسی نسبت کے لحاظ سے کیا کہ وہ سبب بنے تھے اور سبب کی طرف اضافت شائع ہے۔

دوسرا جواب جب خود کتاب میں اس کی تصریح موجود ہے جیسا کہ وضاحت ہو چکی تو اس بات کو ترجیح دی جائے گی و دوسرے اقوال کی اہمیت۔

تیسرا جواب۔ ہماری بحث عبارت معترضہ کے بارے میں ہے کہ یہ کس کی ہے۔ در کتاب کے آغاز سے واضح ہو چکا ہے کہ یہ عبارت معترضہ سید محمد شہیدؒ کی ہے اور جامع مولانا عبدالحی بڑھانوی ہیں۔ شاہ اسماعیلؒ نے فقہ کتاب میں شامل کیا ہے۔

نرمی جواب

بریلوی مسک کے عام مولانا ابوالحسن فاروقی لکھتے ہیں
 حکیم صاحب نے تحقیق کر کے لکھا کہ صراط مستقیم، تنویر العین اور ایضاح الحق
 البصریح آپ (شاہ اسماعیلؒ) کی تالیفات میں سے نہیں ہیں (ص ۴۷ مولانا اسماعیل اور
 تقریرت الایمان)۔

پانچواں باب

شوکت سیالوی، اشرف سیالوی اور غلام نصیر الدین سیالوی کے دلائل
کے جوابات

قارئین کرام اس باب میں مفتی شوکت سیالوی، مولوی اشرف سیالوی اور مولوی
غلام نصیر الدین سیالوی کے منہ پر سناتے دراصل کا جواب دیا جائے گا جو انہوں نے
اپنی کتابوں بنام نمار میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ منظرہ جھنگ اور عبارات اکابر کا تنقیدی اور
تحقیقی جائزہ میں دیئے۔

پہلی دلیل

مولوی غلام نصیر الدین سیالوی صاحب لکھتے ہیں

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نمار میں مصروف تھے۔ حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ مصداقے نام پر کھڑے تھے آپ ﷺ کے آتے ہی صحابہ کرام
(رضی اللہ عنہم) نے تائیں بجا فی شروع کر دیں۔ جب حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ پیچھے نام الانبیاء علیہم السلام تشریف مار کر
کھڑے ہو گئے ہیں انہوں نے مصلیٰ چھوڑنا چاہا۔ حضور علیہ السلام نے اشارہ
کر کے فرمایا اپنی جگہ کھڑے رہو پیچھے نہ ہو لیکن اس کے باوجود حضور علیہ السلام
کے ادب اور تعظیم کی خاطر پیچھے ہٹ گئے اور مصلیٰ خالی کر دیا نمار ختم ہونے
کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے منع کرنے کے باوجود پیچھے
اٹھ گئے تو اس سے عذر کیا کہ بوقت ف کے یہ یہ حق نہیں تھا کہ وہ اللہ کے

اس کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے (بخاری جلد اول ص ۲۵)۔

اللہ رب العزت بھی وحی نہیں بھیجتا کہ تمہارے صحابہ نماز میں تمہاری تعظیم رہے ہیں، میری نماز میں حضور ﷺ کی تعظیم کیوں ہو رہی ہے۔ (ص ۲۸، ۱۲۹) بہرات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ نماز کے اندر سرکار کی طرف متوجہ ہونا گدھے در تیل کے پال میں غرق ہونے سے مراد ہے تو پھر نبی پاک ﷺ کو سمجھنا چاہیے تھا (مناظرہ ص ۸۳، ۸۴ نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ ص ۳۰، ۳۱)۔

لفظ کے فرق کے ساتھ قیوں کتابوں میں یہ دیل دی گئی ہے اور استدلال یہ یا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حالت نماز میں نبی علیہ السلام کی تعظیم کی اور انہیں ہوسے تو پتا چل کہ یہ جائز ہے اور صراط مستقیم میں اسے شرک کہا گیا۔

ادب قارئین ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان رضا خانی بھائیوں کی تکجیس کھول کر عبارت پڑھنے کی توفیق دے۔

میں نے بھیڑوں کا ایک ریوڑ دیکھا تھا کہ ایک بھیڑ غلطی کرتی ہے تو ساری بھیڑیں اس کے پیچھے چلتی ہیں۔ بریلی کی حضرت کو بھیڑیں میں نہیں کہہ رہا بلکہ خود مولانا احمد رضا خان نے بھوں بھلی بھیڑیں لکھ ہے اور جمال کرم میں بھی بریلیوں کو بھیڑوں کا ریوڑ کہا ہے۔

یہی حال بریلی کی حضرات کا ہے ایک مولانا احمد رضا خان نے عطا قدم اٹھایا تو ان کی رضا خانیت آنکھیں بند کر کے چل رہی ہے۔

ہم سب اس حدیث مبارکہ سے صراط مستقیم کے حریف وہ اور ایک استاد

نہیں بنتا۔ درج ذیل وجوہ سے:

- (۱) صراطِ مستقیم کی عبارت میں ”ہمت“ کے عمل کا ذکر ہے مطلق توجہ کا نہیں۔
 - (۲) صراطِ مستقیم کی عبارت میں اس تعظیم کا ذکر ہے جو نماز سے مقصود و ملحوظ ہو مطلق تعظیم نبی علیہ السلام کا ذکر ہی نہیں۔
- صراطِ مستقیم کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

”صرف ہمت بسوئے شیخ و مثار آں از معظمین“

بیٹھے بیٹھے رضا خانی بھائیو! کیا ”ہمت“ کا لفظ آپ کو نظر نہیں آیا اور ہمت کی تعریف آپ کو نہیں آتی تو براہ مہربانی خزینہ معرفت، القول لبحس اور عبقات اللہ کر دیکھو۔

الزامی طور پر ایک حوالہ دوبارہ دیتے جاؤ اور بار بار پڑھ کر سر دھنو اور اسی حدیث کے تحت اپنے مولوی احمد رضا خان کی اس عبارت کا جواب دو۔

نہرے سے تعظیم قبر کا ارادہ (صاحبِ قبر) تو آپ ہی حرام (کلیات مکاتیب رضا ص ۱۵۱)۔

(اس حوالے پر مکمل بحث تیسرے باب کے تحت گزر چکی ہے)۔

دوسری دلیل

درج بالا تینوں کتابوں میں محسین کے حوالے سے چند روایات بھی دی گئی ہیں جن میں صحت میں سہابہ کرم رضی اللہ عنہ کا قاعلیہ السلام کی طرف متوجہ ہونا

پتا ہے۔ اس سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے کہ صحیحہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں تعظیم بھی کر رہے ہیں اور متوجہ بھی ہو رہے ہیں۔ احادیث کے حوالے درکت کے لیے یہ ہیں:

۱۔ آقا علیہ السلام کی وحشی مبارک کا بننا اور صحیحہ کرام رضی اللہ عنہم کا متوجہ ہو کر جان بیٹا (بخاری شریف جلد ۱ ص ۴۴)۔ بحوالہ عبارت اکابر کا تحقیقی جائزہ جلد ۱ ص ۶۹۔ (نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ ص ۲۴)۔

۲۔ آقا علیہ السلام کا حجرے مبارکہ سے دیدار کرنا اور صحیحہ کرام رضی اللہ عنہ کا نماز توڑنے کے قریب ہونا۔ بخاری شریف ص ۹۳۔ بحوالہ منظرہ جھنگ ص ۲۶۶۔ عبارات اکابر کا تحقیقی جائزہ ص ۷۰۔ نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ ص ۴۷۔

۳۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا نماز میں آقا علیہ السلام کو دیکھنا۔ بخاری شریف بحوالہ عبارات اکابر کا تحقیقی جائزہ ص ۱۷۱۔

جواب ان تمام احادیث مبارکہ کے حوالے سے یہ جواب عرض خدمت ہیں کہ تمام بریلویوں کو چنانچہ ہے کہ ان احادیث میں دیکھادیں کہ صحیحہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں "ہمت" کا عمل کر رہے تھے منہ اپنی شکست لکھ کر دے دے گا۔ دوسری بات ان تمام احادیث میں مطلق متوجہ ہونے اور مطلق تعظیم کرنا کا ذکر ہے۔ جبکہ ہماری سرکاری بحث نماز میں ہمت کے عمل اور نماز سے تعظیم متسود ہونے کے بارے میں ہے، بریلوی مذہب کے بانی محمد رضا خان عبارت بحوالہ کلیات نزر جی ہے کہ نماز میں تعظیم قبر یعنی نبی صلیہ وسلم کی تعظیم کا روادہ حرم ہے۔

تیسری دلیل

تحتیت میں السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ کے جواب سے امام غزالیؒ نے لکھا ہے۔

احضر شخصہ الکریم فی قلبک

پنے دل میں نبی کریم علیہ السلام کی ذات اقدس کو حاضر سمجھو۔ بخیر۔
 عمارت اکابر کا جائزہ ص ۱۷۴، ۱۷۵، منظرہ جھنگ ص ۹۳، کوہۃ الشہابیہ۔
 خوب موعوی غلام نصیر الدین سیالوی نے ”احضر“ کا ترجمہ حاضر سمجھو کیا جو کہ غلط ہے۔ باب افعال سے مراد صنف ہے درحاضر کرنے کے معنی میں ہے۔ آپ کے والد صاحب نے تو ترجمہ درست کیا تھا کہ ”حاضر کرو“ دیکھیے منظرہ جھنگ ص ۹۳ مگر آپ کو ...

اس جواب سے بھی بریویوں کا استدہاں نہیں بنتا کہ ہماری بحث خیل کرنے میں جس جگہ ہمارے ”سمت کا عمل“ کرنے سے متعلق ہے۔ بریویوں کے پاس کوئی یہ حوالہ ہے تو دکھائیں۔ تاریخین کی طعنے کیسے عرض ہے کہ بسیار کوشش کے باوجود بریویوں کی کتب سے ہمیں ایک بھی حوالہ قرآن و حدیث اور فقہاء کا نہیں ملتا جس میں ہمارے اندر اس ہمت کے عمل کو چارک نہ کیا ہو۔

مفتی شوکت سیالوی، حبیب قریشی غلام نصیر الدین سیالوی، شرف سیالوی اور دیگر کے تمام دلائل ہمارے میں مصنف، توبہ کرنے، خیال کرنے اور مطلق تعظیم کے جو ز پر دالمت کرتے ہیں اور ہم پیچھے رہ جاتے ہیں کہ ہماری بحث اس میں نہیں ہماری بحث تو ہمت سے عمل کو حاکم نہ کرنے سے متعلق ہے جس کا نامزدی حاکمات۔

تے ہوئے باعث قربِ خداوندی سمجھا جائے۔ اس کو باب نمبر ۳ میں محدثین
 قول سے بندہ ناجائز اور شرک ثابت کر چکا ہے۔

دلی دلیل

نمازی کو قاعدہ السلام کا بلانا درمیان پر جواب دینا لازم ہونا۔ بحوالہ عبارات
 حقیقیہ و تنقیدی ج ۱ ص ۱۷۱ منظرہ جنگ۔ نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ۔

بریلویوں کا اس سے بھی استدلال درست نہیں کہ مطلق متوجہ ہونا اور خیال کرنے
 پر تو صراطِ مستقیم سے ثابت ہے۔ ہماری بحث تو ”اہت“ کا عمل نماز میں کرنے
 پر جو مقصود ہو اور باعثِ ثواب سمجھے، حالت نماز میں اور نماز سے اس تعظیم کا ارادہ
 اس کے بارے میں ہے۔ اس پر کوئی دلیل تب کے پاس نہیں ہے اور ہمارے
 دلائل میں گزر چکے۔

ایک دلیل

نمازی کا آیات متعلقہ نبویہ کرام اور درود شریف پڑھتے ہوئے اہیان
 بحوالہ عبارات اکابر کا تنقیدی ج ۲ ص ۲۷۱ تا ۲۷۶ کو کہہ الشہابیہ۔

مولوی غلام نصیر الدین نے تقریباً ۹۰ صفحے لکھے ان آیات کے بارے میں کاش
 انہیں کھول کر صراطِ مستقیم پڑھ لیتے مگر یہ آپ کا قصور نہیں

یہ ابی غلام نصیر الدین ہیں جن کے بارے میں بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے

والے مفتی شوکت، سیالوی لکھتے ہیں۔

”غلام نصیر الدین صاحب اپنی ان کمزور باتوں، علمی خباثتوں اور اور دہنی انتشار پر مبنی تحقیقات سے، علی الاعلان رجوع فرمیں۔“

مولوی غلام نصیر الدین کے بارے مزید تفصیل کیلئے دیکھیے بندہ کی کتاب ”عبارات اکابر پر تنقید کا جائزہ“۔

ہماری بحث مطلق دھیان کرنے اور مطلق تعظیم کے بارے میں ہے ہی نہیں۔ ہمت کے عمل اور تعظیم جو نماز سے ارادہ کی گئی ہو اس کے بارے میں ہے نیز درود شریف پڑھ کر جو تعظیم آئے ایسی تعظیم کے جواز میں تو خود صراط مستقیم میں لکھا ہوا ہے۔ آپ آنکھیں کھول کر پڑھیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے کتاب کا باب نمبر ۳ اور باب نمبر ۴)۔

خلاصہ کتاب

صراط مستقیم کی عبارت پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ نماز میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال مبارک برا ہے گدھے کے خیال سے (نعوذ باللہ)۔ حقیقت اور دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ

(۱) اس عبارت میں کہیں بھی

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال آنے یا

خیال کرنے یا تعظیم آنے، یا تعظیم کرنے (مطلق طور پر) یا

مطلق توجہ ہونے (لغوی)

کو برا یا غلط نہیں لکھا گیا۔ یہ بریلویوں کا بہتان اور جھوٹا الزام ہے

- (۱) اس عبارت میں ایک خاص عمل ”ہمت“ سے روکا گیا ہے۔
- (۲) اس ہمت کے عمل کے دوران تعظیم مقصود کے درجے میں آجاتی ہے۔
- (۳) نماز میں غیر اللہ کی وہ تعظیم جو مقصود کے درجے میں ہو، اسی کو محدثین حضرات نے شرک لکھا ہے اور اسی کو سید احمد شہیدؒ نے صراط مستقیم میں بیان کیا ہے
- (۴) نماز میں آقا علیہ السلام کی طرف خیال کرنا، دھیان کرنا، یا درود شریف پڑھتے ہوئے تعظیم آجانا، صراط مستقیم کی روشنی میں بالکل جائز ہے۔
- (۵) صراط مستقیم میں اس تعظیم کو جو نماز سے مقصود ہو اور ہمت کے عمل کو غلط کہا گیا ہے۔
- (۶) اس کا غلط ہونا خود بریلویوں کی کتب سے بھی ثابت ہے۔

خاتمہ

قارئین کرام اس کتابچے کا انتہائی بندہ ان الفاظ کے ساتھ کرتا ہے کہ خدا کیسے تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اس دعوت کو دیکھیے جو قرآن و سنت سے مستفاد ہے جس کو لے کر ہندوستان میں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل اٹھنے اور اللہ کی بارگاہ میں شہادت کا اعزاز پا کر سرخرو ہوئے۔ اس کتابچے میں جو کچھ لکھا گیا، اس کو پڑھ کر تمہاری بس اپنے دل میں جھانکتے ہوئے اس سوال کا جواب سوچو کہ کیا قیامت کے دن اللہ کے ہاں آپ سید احمد شہیدؒ یا شاہ اسماعیل شہیدؒ کو اس عبارت کی وجہ سے جرم ٹھہرا سکیں گے؟؟؟

گلستانِ توحیدِ گلستانِ رسالت

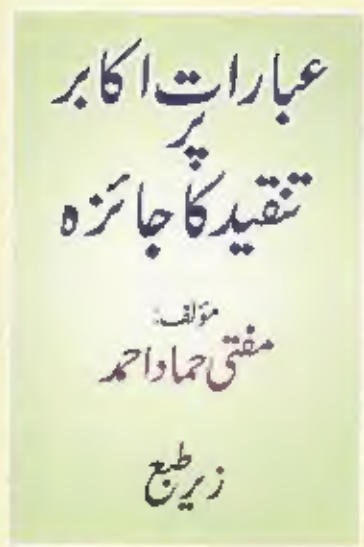
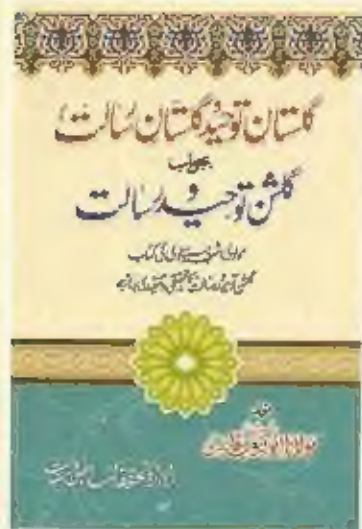
بجواب

گلشنِ توحیدِ رسالت

مولوی اشرف سیالوی کی کتاب گلشنِ توحیدِ رسالت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مؤلف: مولانا ابوالخیر محمد مولانا ابوالخیر محمد مولانا ابوالخیر محمد مولانا ابوالخیر محمد

الْاَلَةُ تَحْقِيقًا اِهْلُ سُنَّتِ



سُنی اکیڈمی پاکستان